احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

۱- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَارَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ وَمَارَاَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَنَّمَا الْاَرْضُ تطوٰی لَهٗ لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَ اِنَّهٗ لَغَیْرُ مُکْتَرِثٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

ترجمہ - ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی گویا آفتاب آپ کے چہرۂ مبارک میں جاری تھا - اور نہ میں نے آپؐ سے زیادہ کسی کو تیز رفتار پایا - گویا زمین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے لپیٹا جاتا تھا - آپؐ کے ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش کرتے تھے - لیکن آپ بے پروا چال سے چلتے تھے - (ترمذی)

۲- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذَا تَکَلَّمَ رُاِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاهُ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ -

ترجمہ - ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دو دانت کشادہ تھے - جب آپؐ گفتگو فرماتے تو ایسا محسوس ہوتا - کہ آپؐ کے ان دونوں دانتوں کے درمیان سے نور نکل رہا ہے (دارمی)

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰی کَانَ وَجْهُهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَکُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ - کعب بن مالکؓ کہتے ہیں - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کسی واقعہ یا کسی بات سے خوشی طاری ہوتی، تو آپ کا چہرہ مبارک کھل اٹھتا گویا کہ آپؐ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس سے واقف و آگاہ تھے - (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ غُلَامًا یَهُوْدِیًّا کَانَ یَخْدُمُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُهٗ فَوَجَدَ اَبَاهُ عِنْدَ رَاْسِهٖ یَقْرَاُ التَّوْرٰىةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا یَهُوْدِیُّ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ عَلٰى مُوْسٰی هَلْ تَجِدُ فِی التَّوْرٰىةِ نَعْتِیْ وَصِفَتِیْ وَمَخْرَجِیْ قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰی بَلٰی وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَجِدُ لَكَ فِی التَّوْرٰىةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَاِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَقِیْمُوْا هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَاْسِهٖ وَلُوْا اَخَاکُمْ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ :-

ترجمہ :- انسؓ کہتے ہیں - کہ ایک یہودی لڑکا حضورؐ کی خدمت کیا کرتا تھا - اور ایک دفعہ وہ لڑکا بیمار ہوا - تو آپؐ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے - آپؐ نے دیکھا کہ اس کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تورات پڑھ رہا ہے - آپؐ نے اسکے باپ سے فرمایا - میں تجھ کو اس خدائے بزرگ برتر کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں - جس نے موسیٰؑ پر تورات نازل فرمائی ہے کیا تو تورات کے اندر میرے اوصاف میری صفات اور میرے مبعوث ہونے کا حال بھی پاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں - اس کے لڑکے نے کہا - ہاں - خداتعؐ کی قسم یا رسول اللہؐ ہم آپؐ کی صفات آپؐ کے اوصاف اور آپؐ کے پیدا ہونے کا حال تورات میں پاتے ہیں - اور میں اس امر کی شہادت دیتا اور اعتراف کرتا ہوں - کہ خداتعؐ کے سوا کوئی معبود عبادت کے قابل نہیں اور آپؐ خداتعؐ کے سچے رسولؐ ہیں - نبیؐ نے یہ سُن کر صحابہؓ سے فرمایا - اس کے باپ کو اس کے سرہانے سے اٹھا دو - اور تم اپنے بھائی کے والی و محافظ بنو - (یعنی اس کی تجہیز و تکفین کرو) (بیہقی)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ -

ترجمہ :- انسؓ کہتے ہیں - کہ میں نے دس سال رسول اللہؐ کی خدمت

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب مولانا احمد صاحب ایم-اے فاضل دیوبند)

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین -

مثل مشہور ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دُہراتی ہے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تباہی ایسی عالمگیر تھی- کہ "ظہر الفساد فی البر والبحر" کی تفسیر تھی- باران رسالت سے دنیا کی سوکھی کھیتی لہلہانے لگی - لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ یہ امت پھر بگڑ جائیگی- اور دوسری امتوں کے قدم بقدم چلے گی - اسلام پہلے کی طرح اجنبی ہو جائے گا- اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف نشان رہ جائیگا- مسلمان قرآن پڑھے گا لیکن اس پر عمل نہ کریگا

کدام باد بہاری وزید در آفاق
کہ باز در عقبش آفت خزانی نیست

چنانچہ پانچویں صدی ہجری میں مسلمانوں کے اخلاق ان پیشگوئیوں کے مصداق تھے- تمدنی - معاشرتی - سیاسی - اعتقادی اور علمی حیثیت سے وہ اسلام سے بیگانہ ہو چکے تھے- نئے نئے فرقوں نے اسلام کے شیرازہ کو پارہ پارہ کر دیا تھا - مسلمان اہلِ جاہلیت کی طرح ایک دوسرے کا خون بہا رہے تھے- ان کی خانہ جنگی سے فائدہ اُٹھاکر غیرمسلم اقوام ان کو ہلاک کرنے کا اہتمام کر رہی تھیں - خلافت اور خلیفہ برائے نام رہ گئے تھے - اس فتنہ و فساد میں عروس البلاد بغداد برباد ہو رہا تھا - گلشن اسلام میں خزاں آگئی تھی اور قریب تھا کہ اسلام کا چراغ فسق و فجور کی آندھی سے گل ہو جائے لیکن اللہ تعالےٰ کا یہ بھی وعدہ ہے کہ وہ اپنے چراغ کو بجھنے نہ دیگا- اس لئے اس نے ایسا انتظام کیا کہ امتِ مسلمہ جو بہترین اُمّت ہے کبھی ضلالت پر سو فیصدی متفق نہ ہوگی - اس میں کچھ لوگ راہ راست پہ رہیں گے - جو دوسروں کو بھی اسی راہ پہ لانے کی کوشش کریں گے -

حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ اسی الٰہی وعدہ کی تصدیق کرنے والے تھے- آپ کی زندگی تاریخ اسلام کا ایک اہم باب ہے- آپ کی ولادت باسعادت ایران کے قصبہ گیلان یا جیلان میں ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں ہوئی - آپ کے والد سیّد ابو صالح موسیٰ اور والدہ سیدہ فاطمہ بنت سید ابی عبداللہ صومعی تھیں - آپ حسنی و حسینی سیّد تھے- کیونکہ آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے حضرت امام حسنؓ تک اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسین تک پہنچتا ہے - اس سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے کہ آپ کو یہ بزرگی سیّد ہونے کے سبب سے حاصل ہوئی - اسلام میں آیت "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" (اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بزرگ وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو) کے بموجب بزرگی کا مدار صرف نیک کردار پر ہے - حضرت نوحؑ کا بیٹا ان پر ایمان نہ لایا تو اسے طوفان سے امان نہ ملی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو تنبیہ کر دی کہ تم اپنے اعمال درست کرو - کیونکہ میں تم کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچاسکتا حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تقوے ہی سے یہ بلند رتبہ ملا تھا -

آپ نے ابتدائی تعلیم جیلان میں پائی- پھر اعلےٰ تعلیم کے لئے بغداد کا قصد کیا آپ کی والدہ ماجدہ نے چند اشرفیاں آپ کی صدری میں سی دیں - اور روانگی کے وقت آپ سے عہد لیا کہ آپ کسی حالت میں جھوٹ نہ بولیں گے - اُس زمانہ میں آج کل کی طرح سفر بے خطر نہیں تھا- چنانچہ راستے میں ڈاکوؤں نے قافلہ کو لُوٹ لیا - ایک ڈاکو نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے پاس چالیس اشرفیاں صدری میں سلی ہوئی ہیں - وہ بہت متعجب ہُوا اور ان کو اپنے سردار کے پاس لے گیا- سردار نے ان سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ ہم ڈاکو ہیں اور لوگوں کا مال لُوٹتے ہیں - پھر تم نے ہم سے اپنا حال کیوں نہ چھپایا اگر تم اپنا راز نہ بتاتے تو ہم کو تمھاری اشرفیوں کا علم نہ ہوتا اور ہم تم کو چھوڑ دیتے - آپ نے فرمایا کہ میں نے گھر سے رخصت ہوتے وقت اپنی والدہ سے وعدہ کیا تھا کہ چاہے جان جاتی رہے - مگر جھوٹ نہ بولوں گا - میں اس عہد پر قائم ہوں - اس جواب سے سردار کے دل پر چوٹ لگی - اور وہ رو کر کہنے لگا کہ یہ لڑکا اپنی ماں سے کئے ہوئے عہد کا اس قدر پابند ہے اور میں اس عہد کو بھول گیا- جو میں نے بروز الست اپنے رب سے کیا تھا- یہ کہہ کر اس نے چوری سے توبہ کی - اور قافلہ والوں کا سب مال واپس کر دیا - اس کے تمام ساتھی بھی تائب ہوگئے - یہ آپ کی پہلی کرامت تھی - اس وقت آپ کی عمر ۱۸ برس کی تھی -

افسوس ہے کہ آج کل مسلمان جہاں بہت سی خوبیوں سے محروم ہو چکے ہیں وہاں عہد کی پابندی کو بھی کوئی اہمیت نہیں دیتے - حالانکہ اہل جاہلیت بھی زبان کے بڑے پختہ تھے - اور وعدہ پُورا کرنے کے لئے جان بھی قربان کر دیتے تھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اپنے دشمنوں سے کئے ہوئے عہد و پیمان پر بھی قائم رہے - لیکن آجکل ایفاء عہد ایک بے معنے لفظ ہے - وعدہ خلافی اور غداری ہوشیاری کی دلیل سمجھی جاتی ہے وعدہ کرتے وقت اسے پورا کرنے کا ارادہ ہی نہیں ہوتا - زبان پر جو کچھ ہوتا ہے دل میں اس کے خلاف ہوتا ہے - جو صریح منافقت ہے - سید عبد القادر جیلانیؒ کی زندگی سے ہم کو ایفائے عہد کا بھی سبق ملتا ہے -

۴۸۸ھ میں آپ بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں داخل ہُوئے اور حضرات علی بن عقیل حنبلی - ابو سعید مبارک بن علی - ابو زکریا یحییٰ تبریزی - محمد بن حسن جیسے مشاہیر سے علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کئے - ۴۹۶ھ میں تکمیل کر کے علماء کبار میں ہونے لگے -

(باقی پھر)

عزمِ مومن

(ابو البیان حمّاد)

صرف اللہ سے ہر حال میں ڈرنا ہے مجھے　　اور جینا ہے اسی کے لئے مرنا ہے مجھے

قلزمِ عشق و محبّت میں اُترنا ہے مجھے　　آتش و خُون کی راہوں سے گزرنا ہے مجھے

ہر قدم وادیٔ پُر خار میں دھرنا ہے مجھے　　زرِ خالص کی طرح خُوب نکھرنا ہے مجھے

بہت اُونچا ہے مرا مقصدِ تخلیقِ حیات　　جو کسی نے نہ کیا کام، وہ کرنا ہے مجھے

تا بکے تنگیٔ دامانِ نظر کا شکوہ　　دامنِ شوق گلِ حسن سے بھرنا ہے مجھے

محفلِ دہر میں مقراضِ حقیقت بن کر　　جملہ اوہام کے پردوں کو کترنا ہے مجھے

طے ہوئیں راہِ محبت کی منازل ساری　　اور اِک منزلِ خونیں سے گزرنا ہے مجھے

مَیں سنورتا بھی رہا اور بگڑتا بھی رہا　　پھر نہ بگڑوں کبھی اب ایسا سنورنا ہے مجھے

دینِ حق پر نہ مَیں کیوں جان نچھاور کر دوں　　آخر اک روز کسی طرح تو مرنا ہے مجھے

آبلہ پائی کا اندیشہ نہیں ہے دل میں　　خار زارِ رہِ ہستی سے گزرنا ہے مجھے

جس قدر گردشِ ایّام دبانا چاہے　　اُسی قوّت سے زمانہ میں اُبھرنا ہے مجھے

ایک اللہ کی دہلیز پہ سر خم کر کے　　سارے اصنام و شیاطین سے مکرنا ہے مجھے

آج حمّاد بہت زور ہے روباہوں کا
شیرِ نر بن کے پھر اِک بار بپھرنا ہے مجھے

(تذکرہ کراچی)

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
جلد ۲ | یوم جمعہ ۱۲- ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ ۱۶- نومبر ۱۹۵۶ء | شمارہ ۲۷

اتحادِ اسلامی

گزشتہ فرصت میں ہم جزوی طور پر عرض کر چکے ہیں کہ عالمِ اسلامی کے مسلمان، مذہبی، معاشرتی اور جغرافیائی طور پر ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ گزشتہ جنگِ عظیم سے قبل بہت سے اسلامی ممالک سیاسی طور پر آزاد نہ تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم کیجئے کہ باوجود سامراجیوں کے ناپاک ارادوں اور خفیہ چالوں کے جنگ کے بعد بڑی بڑی اسلامی ریاستیں دُنیا کے نقشے پر اُبھریں جن میں سے پاکستان اور انڈونیشیا کا نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ دُنیا کی ملوکیت پسند طاقتیں اب تک کوشاں ہیں کہ اسلامی ممالک معاشی طور پر یا کسی جنگی معاہدے کی وابستگی سے ان کے مرہونِ منت رہیں۔ دوسری طرف اسلامی ممالک کے اندرونی انتشار، خود پسندی اور آپس میں عناد کی وجہ سے ان ملوکیت پسند طاقتوں کو فائدہ پہنچتا رہا۔ جن بزرگوں نے اتحادِ اسلامی کے لئے کوششیں کیں ان کی حوصلہ افزائی کی بجائے حوصلہ شکنی ہوتی رہی۔

مصر پر برطانیہ اور فرانس کے حملہ کے بعد بہت سے نئے حقائق سامنے آئے ہیں۔ اوّل یہ کہ ممالک اسلامی میں بظاہر خواہ کتنا ہی بُعد کیوں نہ ہو، مذہب اور اخوّت کا رشتہ ایک کی تکلیف کے وقت دوسرے کو تڑپائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مصر اور پاکستان کی سرحدات نہیں ملتیں، ان کا آپس میں دفاعی معاہدہ نہیں ہے۔ مصر نے براہِ راست پاکستان سے مدد طلب بھی نہیں کی۔ لیکن دُنیا نے دیکھ لیا کہ مصر پر سامراجی حملہ کے بعد پاکستانیوں کے دل کس طرح تڑپ اُٹھے ہیں۔ ہڑتالیں کی گئیں، جلوس نکلے، بڑے بڑے جلسے ہوئے، برطانیہ اور فرانسیسی سفارت خانوں کے سامنے پاکستانی مسلمانوں نے نعروں اور تقریروں سے دل کی بھڑاس نکالی۔ صدر ناصر کو نوجوانوں نے اپنے خون کی روشنائی بنا کر چٹھیاں لکھیں حتیٰ کہ وہی حکمران جنہوں نے کل بغداد میں بیٹھ کر انگریزوں سے معاہدۂ بغداد کیا تھا آج طہران میں جمع ہو کر اس معاہدہ کو نذرِ آتش کرنے کی فکر میں ہیں۔

یہ حقیقت بھی کسی سے مخفی نہیں ہے۔ کہ بین الاقوامی سیاست میں مصر اسی سلطنت سے وابستہ ہے۔ جو گاہے گاہے تفریحِ طبع کے طور پر مسلمانوں کے خون سے ہولی بھی کھیل لیتی ہے۔ اُس سلطنت نے مصیبت کے وقت میں مصر کی کوئی مدد نہیں کی۔ زبانی ہمدردی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اس قسم کی "امداد" تو ۶۴ ممالک نے بھی کی ہے۔

جیسا کہ ہمارے وزیرِ اعظم نے کہا ہے۔ مصر پر حملہ تمام عالمِ اسلامی پر حملہ تصوّر کیا گیا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ انگریز کو ہمیشہ مسلمان سے کد رہی ہے اگر دفاعی معاہدے کی رو سے وہ ہمارا حلیف ہے تو کیا ہُوا؟ کل اگر کسی مسئلہ پر ہم نے سامراجیت سے آنکھیں چار کیں، تو انگریز کی ہمارے خلاف فساد آرائی کی کون ضمانت دے سکتا ہے؟

ان سب حقائق کی روشنی میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ ممالک اسلامی جلد از جلد متحد ہو جائیں۔ ہم حکومتِ پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ سرکاری طور پر اس تحریک کو چلایا جائے۔ اسلامی ملکوں کا دفاعی اور معاشی طور پر اشتراک ہو۔ کسی ایک اسلامی ملک کو اس کی اجازت نہ ہو کہ وہ مجوزہ اسلامی بلاک کی رضامندی کے بغیر کسی بھی مسئلہ پر غیر مسلم ممالک سے اشتراکِ عمل کرے کوئی اسلامی ملک اسلامی بلاک میں شرکت سے گریز نہ کرے۔

ہمارے خیال میں کسی بھی اسلامی مُلک کے عوام اتحادِ اسلامی کے مخالف نہیں۔ سب کے جذبات یہی ہیں جو پاکستان میں بسنے والوں کے ہیں۔ اس لئے سب اسلامی ممالک کو چاہئے کہ ان جذبات کی قدر کریں۔ اور جلد از جلد اسلامی اتحاد کی صورت پیدا کریں۔

اِمداد جلد اور مُؤثّر ہو

انگریزوں اور فرانسیسیوں نے مصر میں جو بے پناہ مظالم کئے ہیں اور جس طریقہ سے مصری عوام کو مصائب کا شکار بنایا ہے۔ اخوّتِ اسلامی کا تقاضا ہے کہ مصریوں کی مدد کی جائے۔ حکومتِ پاکستان نے بھی عوام سے اپیل کی ہے کہ فنڈ جمع کریں اور مصریوں کو بھیجیں۔ ظاہر ہے کہ مصریوں کو فوری مدد کی ضرورت ہے اور اس طرح چندے کرنے میں کتنا وقت درکار ہوگا؟ حکومت کو چاہئے کہ جس قدر بھی ممکن ہوسکتا ہے سرکاری طور پر مدد بہم پہنچائی جائے۔ چندے جمع کرنے میں دیر ہو جانے کے علاوہ خورد برد کا بھی خطرہ ہے۔ اس طرح مدد کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ حکومت کے پاس ڈاکٹروں، ادویات اور دوسرے سامان کی کمی نہیں۔ پیشتر اس کے کہ عوامی فنڈ سے خرید کردہ اشیاء کی دوسری کمک مصر بھیجی جائے۔ حکومت فوری طور پر ضروری سامان مصر روانہ کرے۔

دوسرے چندہ وغیرہ فراہم کرنے کے لئے حکومت جلد از جلد انتظامات کرے۔ پاکستان کے عوام مصر کے متعلق جو جذبات رکھتے ہیں ان کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ان سے اپیلیں کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان سے جو کچھ بن پڑے گا کریں گے۔ حکومت خواص سے خاطر خواہ طور پر نقدی اور سامان کی صورت میں مدد لے۔ اگر سب خواص نے مدد پوری دے دی تو انشاء اللہ عوام سے پاکستان کے شایانِ شان مصریوں کو امداد مل جائے گی۔ خواص کون ہیں؟ حکومت خود جانتی ہے ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۵- ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ - ۹- نومبر ۱۹۵۶ء

اولیائے کرام اور اُن کی شان

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام - میں عرض کیا کرتا ہوں کہ ایک جمعہ کا خطبہ جو کتاب و سُنت کی روشنی میں دیا جائے - اگر مسلمان دل کے کانوں سے سُنے - اور لوح دل پر لکھ کر لے جائے - اور اسے عملی جامہ پہنائے - اور لحد قبر تک نباہے - تو قرآن مجید کی عظمت کی برکت سے مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل پر یقین ہے - کہ اس شخص کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی - قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضری نصیب ہوگی - اسے حوض کوثر سے پانی پلایا جائیگا - اور آپ کی شفاعت نصیب ہوگی - جہنم سے بچ جائیگا - اور جنت کا داخلہ نصیب ہوگا - وما ذالک علی اللہ بعزیز - آج قرآن مجید اور سُنت رسولؐ کی روشنی میں عرض کرونگا کہ ولی کسے کہتے ہیں - ولی کی پہچان کیا ہے - اور ولی کا دُنیا میں رہنے سہنے کا کیا طریقہ ہوتا ہے -

ولی کی پہچان

اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کی پہچان کے لئے ایک باطنی بصیرت اپنے اُن بندوں کو عطا فرماتا ہے - جنہوں نے کامل کی صحبت میں رہ کر تزکیہ نفس کرایا ہو - تزکیہ کی برکت سے ان کے اندر ایک استعداد پیدا ہو جاتی ہے - جس سے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس شخص کے قلب میں خوف خدا، محبت الٰہی، رضائے مولیٰ حاصل کرنے کا ذوق، ماسوائے اللہ سے انقطاع یعنی خلق خدا سے بے نیازی - متوجہ الی اللہ رہنے کا اشتیاق پایا جاتا ہے - تزکیہ شدہ انسان فوراً ان چیزوں کو بھانپ جاتا ہے - ورنہ عام آدمی ان چیزوں کو ہرگز نہیں سمجھ سکتے - اسی لئے تو کسی نے کہا ہے -

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

اور اسی لئے میں کہا کرتا ہوں - کہ لاہور کے عوام ہر پاگل کو مجذوب خیال کرتے ہیں - حالانکہ ہر پاگل مجذوب نہیں ہوتا - اور ہر مجذوب پاگل نہیں ہوتا -

اور یہ علم غیب نہیں ہے

یہ خیال ہرگز نہ کیا جائے کہ جب بصیرت باطنی ہی سے ولی کو پہچانا جاتا ہے - پھر یہ شخص تو غیب دان ہُوا - یہ خیال غلط ہے - اس کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح ایک حکیم حاذق مریض کی شکل دیکھتے ہی سے فوراً سمجھ جاتا ہے - کہ اس مریض کا جگر خراب ہے یا پھیپھڑا خراب ہے - وہ اپنے فن کی مہارت تامہ کے سبب سے مریض کی مرض کو پہچان لیتا ہے - علم غیب تو یہ ہے کہ بلا وسیلہ بلا حیلہ بلا ذریعہ ہر چیز کا علم ہر وقت ہر آن اس کے پیش نظر رہے - اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے -

مدت مدیدہ

یہ یاد رہے کہ اوّل تو اس قسم کے کامل کا ملنا آج کل کے دَور میں بڑا ہی مشکل ہے - اس لئے کہا کرتا ہوں کہ موتی ملنے ارزاں اور اللہ والے ملنے گراں - اس مقدس گروہ کے افراد نایاب تو نہیں ہیں - مگر اتنے کمیاب ہیں کہ ان کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے - اور اگر کسی خوش نصیب کو مل جائیں - تو پھر ان سے فیض حاصل کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے - ایسے مقبولین بارگاہ الٰہی کی خدمت میں رہ کر بھی انسان محروم رہ سکتا ہے - جس طرح کسی نے کہا ہے

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

کامل سے فیض اخذ کرنے کے لئے تین شرطیں ضروری ہیں - عقیدہ - ادب - اطاعت - طالب کے قلب سے ان تینوں تاروں کا اتصال (کنکشن) کامل کے قلب سے ہو جائے - پھر فیض حاصل ہوتا ہے اور پھر فیض حاصل کرنے کے لئے ایک مدت مدید چاہئے - تاکہ طالب بدرجہ کمال پہنچ جائے - پھر وہ بصیرت حاصل ہوتی ہے - جس سے کامل حقیقی ولی اور بہروپئے ولی میں تمیز کر سکتا ہے - وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اولیائے کرام کی بیشمار قسمیں

اولیائے کرام کی بیشمار قسمیں ہیں - اسی لئے عرض کیا کرتا ہوں - فَوْقَ كُلِّ وَلِيٍّ وَلِيٌّ فَوْقَ كُلِّ وَلِيٍّ وَلِيٌّ وَلَا نِهَايَةَ لِمَرَاتِبِ الْأَوْلِيَاءِ وَلَا يَعْلَمُ تَعْدَادَهَا إِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى

دو قسمیں

اولیاء کو مختلف لحاظ سے تقسیم کیا جا سکتا ہے - ایک لحاظ سے ان کی دو قسمیں ہیں - سالک اور مجذوب - سالک وہ حضرات ہوتے ہیں - جنہیں ان کا شیخ کامل آہستہ آہستہ تربیت کر کے زینہ بزینہ چڑھاتا ہے - حتیٰ کہ درجہ کمال تک جا پہنچاتا ہے - ان حضرات نے چونکہ ترقی کے مدارج درجہ بدرجہ طے کئے ہوئے ہوتے ہیں - اس لئے دوسروں کی تربیت باآسانی کر سکتے ہیں - اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو ان کی صحبت میں کئی حضرات درجہ تکمیل پر پہنچ کر دوسروں کی تربیت کر سکتے ہیں - اولیائے کرام کے سلسلے اسی قسم کے حضرات کی برکت سے چلے آ رہے ہیں -

مجذوب کی مثال ایسی ہے - جس طرح ایک سات فٹ کا جوان ایک چھوٹے بچے کو اُٹھا کر درخت کے اس تنے پر بٹھا دیتا ہے جو زمین سے سات فٹ اونچا ہے - اب وہ اوپر بیٹھا ہُوا تو ہے - مگر چونکہ خود چڑھنا سیکھ کر نہیں چڑھا - اس لئے نہ خود نیچے اُتر سکتا ہے نہ دوسرے کو درخت پر چڑھنا سکھا سکتا ہے - بعینہٖ اسی طرح مجذوب بسر خود تو کامل ہوتا ہے - مگر دوسرے کی تربیت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود تربیت کی منزلیں طے کئے بغیر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس درجہ پر پہنچا ہُوا ہے -

اندھوں کی اکثریت اور بینا اقلیت میں

برادران اسلام - لوگ کہا کرتے ہیں - بینا سارے اندھا کوئی کوئی - یہ گنہگار کہا کرتا

ہے۔ اندھے سارے بینا کوئی کوئی۔ بارگاہ الٰہی میں نابینا کون ہیں۔ ارشاد ہے (فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ؕ)

سورۃ الحج رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ پس تحقیق واقعہ یہ ہے۔ کہ (ظاہر کی) آنکھیں تو اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ دل کے اندھوں کو اندھا کہتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ وہ کامل حضرات جنہیں تزکیہ کی برکت سے باطن کی بصیرت حاصل ہے۔ وہ تو ایک منٹ سے بھی پہلے اندازہ لگا لیتے ہیں۔ کہ یہ شخص کھرا ہے۔ یا کھوٹا۔ اصلی ہے یا نقلی۔ اور عام آدمی باطن کے اندھے ہونے کے باعث کھرے کی بجائے کھوٹے۔ اصلی کی بجائے نقلی کو بھی بعض اوقات اپنا ہادی اور نجات دہندہ مان لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ شخص گمراہ کنندہ اور ہلاک کنندہ ہوتا ہے۔ میرے مغربی پاکستان میں مذہبی تفریق کا ایک یہ بھی بڑا سبب ہے کہ عوام بیچارے دھوکے میں آجاتے ہیں۔

ہر مسلمان ولی اللہ ہونے کا مدعی ہے

برادرانِ اسلام۔ ولی کی معنی دوست ہے۔ اور ولی کے خلاف عربی میں عَدُوّ کا لفظ ہے۔ جس کی معنی دشمن ہے۔ کیا کوئی شخص مُنہ سے کہہ سکتا ہے کہ میں خدا کا دشمن ہوں۔ ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ ہر مسلمان ولی اللہ ہونے کا مدعی ہے۔ ولی کا لفظ مفرد ہے اور اس کی جمع اولیاء ہے تو گویا کہ سب مسلمان اولیاء اللہ ہونے کے مدعی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے اپنی عقل کے مطابق تعلق رکھو

میں دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ جس عقل سے دُنیا میں کام کرتے ہو۔ اسی عقل سے خدا تعالےٰ سے تعلق درست رکھو۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ عذابِ الٰہی سے بچ جاؤ گے۔ مثلاً آپ سمجھ چکے ہیں۔ کہ ولی کی معنی دوست ہے۔ کیا کبھی کوئی دوست جان بوجھ کر ایسا کام کرتا ہے جس سے اس کا دوست ناراض ہو جائے اور اگر کسی کی دوستی کا دعویٰ کر کے پھر کام ایسے کرے جس سے دوست ناراض ہو جائے اور اس کی ناراضگی کی یہ شخص پروا نہ کرے تو کیا وہ دوست اس شخص کو اپنا دوست سمجھے گا۔ وہ یہی کہے گا کہ زبان سے میری دوستی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور در اصل میرا مخالف اور میرا دشمن ہے۔

اکثر مسلمان اللہ تعالےٰ کے مخالف ہیں

میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ ہر مسلمان ولی اللہ (اللہ کا دوست) ہونے کا دعویدار ہے۔ مگر ان کے اعمال کو دیکھا جائے تو اکثر اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کو اولیاء اللہ کے نام سے تعبیر کرنا سراسر جھوٹ ہے۔

سوال	جواب
۱۔ مسلمان اکثر نمازی ہیں یا بے نماز	۱۔ بے نماز۔
۲۔ اکثر رمضان شریف میں روزہ رکھتے ہیں یا نہیں	۲۔ نہیں۔
۳۔ جن پر زکوٰۃ فرض ہے اکثر ادا کرتے ہیں یا نہیں۔	۳۔ نہیں۔
۴۔ کیا اکثر مسلمان قرآن مجید ناظرہ پڑھ سکتے ہیں۔	۴۔ نہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ سارے کے سارے مسلمان ولی اللہ ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثریت عمل کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی مخالف ہے۔ اور دن اور رات میں ایسے اعمال کرتے ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کے آثار نظر آتے ہیں۔

اصلی۔ کھرے اور سچّے ولی کی ظاہری شان

اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے اصلی کھرے اور سچّے ولی وہ لوگ ہونگے جن کی صورت۔ سیرت۔ اُٹھنا بیٹھنا۔ کھانا۔ پینا۔ پہننا۔ سونا۔ جاگنا۔ شادی۔ غمی۔ ظاہر باطن چلنا۔ پھرنا۔ غرضیکہ زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق بسر ہوتا نظر آئے۔ اور ان کی زندگی کا نظام الاوقات (پروگرام) علمی طور پر قرآن مجید سے لیا ہُوا ہو اور عملی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے نظر آئیں۔

دونوں پیشِ نظر کیوں

(اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہٖ اولیاء قلیلاً ما تذکرون)

سورہ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸

ترجمہ۔ اس چیز کی تابعداری کرو۔ جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور اس کے سوا اور دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

(لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ؕ)

سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

عام آدمیوں کی نظر میں ولی

وہ شخص ہوسکتا ہے جس کی زندگی کا ہر عمل قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مطابق ہو۔ جس کی تفصیل پہلے صورت۔ سیرت۔ اُٹھنا۔ بیٹھنا میں ذکر کر چکا ہوں۔

ولی کی باطنی شان

صاحب بصیرت کامل اس شخص پر ولی کا لفظ استعمال کرے گا۔ جبکہ اس کے باطن کے اندر وہ چیزیں پائے گا۔ جن کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ مثلاً خوفِ خدا۔ محبّت الٰہی۔ رضاء مولیٰ حاصل کرنے کا ذوق علیٰ ہٰذالقیاس اور اس قسم کی چیزیں جن کا تعلق وجدانیات سے ہے۔

کتاب و سنت کا عملاً مخالف ولی نہیں ہوسکتا

اگر کوئی شخص آسمان پر اُڑتا ہُوا نظر آئے۔ اور لاکھوں مریدوں کا مقتدا کہلائے۔ اور قبلہ عالم کا لقب پائے۔ اگر اس کا طریقہ کتاب و سُنّت کے مخالف ہے۔ تو وہ ولی اللہ (خدا کا دوست) کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ایسے بہروپیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو بچائے۔ اور جو اس کے مخلص اور سچّے بندے ہیں۔ ان کا دامنگیر بنائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

شعر

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دُکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

مجلس ذکر

منعقدہ ۴-ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ مطابق ۸-نومبر ۱۹۵۶ء

(اس عنوان کے متعلق ہم نے گزشتہ اشاعت میں اعلان کیا تھا - کہ حضرت مولانا مدظلہ العالی کی لاہور سے غیر حاضری کے باعث اس ہفتہ یہ عنوان پیشِ خدمت نہیں کیا جائے گا۔ لیکن آپ نے سفر میں ہی اس عنوان کے ماتحت سطور ذیل تحریر فرما کر ارسال فرما دیئے جو اس عنوان کے ماتحت ہدیۂ قارئین کئے جا رہے ہیں۔ مدیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعض بیماریاں مرنے سے ختم ہو جاتی ہیں اور بعض مرنے کے بعد بھی ساتھ جاتی ہیں

جسمانی بیماریوں میں سے سب سے بڑی خطرناک بیماری دق کی ہے وہ بھی انسان کے مرنے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ روحانی بیماریاں بھی بہت ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کا مریض ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا ان بیماریوں کے مریضوں کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ نجات ہے۔ اور وہ تین ہیں۔ ۱- شرک - ۲- کفر - ۳- نفاق اعتقادی۔ دوسری قسم کی بیماریاں ایسی ہیں جن کے مریض دوزخ میں جائیں گے۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ وہ بھی بہت ہیں۔ بطور مثال عرض کرتا ہوں۔ کبر - عُجب - حسد - اگر ان بیماریوں کے مریضوں کے دلوں میں ایمان ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل آئیں گے۔ میرا فرض ہے کہ اپنی جماعت کو ان روحانی امراض کی اطلاع دوں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں شفایاب ہو کر دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق دے۔ میں ان امراض کے کتاب و سُنّت سے حوالہ جات نہیں نقل کروں گا۔ کیونکہ میرے احباب میں سے بالخصوص وہ جماعت جن کا اس گنہگار پر اعتماد ہے۔ جانتی ہے کہ جو بات کہتا ہے وہ ذمہ داری سے کہتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے میرے ساتھ بیعت کا تعلق قائم کیا ہُوا ہے۔ اور یہ مجلس ذکر دراصل انہیں احباب کے لئے تجویز شدہ ہے۔

وہ مہلک بیماریاں جن کے مریض کے لئے شفاعت نہیں

۱- شرک

شرک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے وہی تعلق رکھے جو فقط اللہ تعالیٰ ہی سے رکھنا چاہیئے تھا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خالق جانے یا کسی کو اس جہان کا مالک مانے۔ یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاجت روا مانے۔ یا مشکل کشا مانے۔ یا کسی کو اولاد دینے والا جانے۔ یا رزق میں تنگی اور کشادگی کرنے والا مانے۔ یا کسی کے آگے سجدہ کرے۔

۲- کفر

کفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم معلوم ہونے کے بعد ماننے سے انکار کرے۔

۳- نفاق اعتقادی

اعتقادی منافق وہ ہے جو بظاہر اسلام کا قائل ہو اور دل میں مخالف اسلام ہو۔ ایسے لوگوں کے کلمہ طیبہ پر بھی اعتماد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ان کا ذکر سورہ المنٰفقون میں پایا جاتا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ

(سورہ المنٰفقون رکوع ۱ پ ۲۸)

ترجمہ۔ جب منافق آپؐ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ کہ بیشک آپؐ اللہ کے رسول ہیں (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اللہ جانتا ہے کہ بیشک آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے بے شک منافق البتہ جھوٹ بولنے والے ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ جب تک انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین نہ ہو اس وقت تک زبان سے کلمہ پڑھ لینا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

وہ مہلک بیماریاں جن کے مریض کے لئے شفاعت بھی ہے اور نجات بھی

۱- حسد

حدیث شریف میں ہے (ان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب)

ترجمہ۔ بیشک حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

حسد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان پر کوئی احسان فرمائے اور اُسے کوئی نعمت عطا فرمائے۔ حاسد اس اللہ تعالیٰ کی اس داد پر [illegible] وتاب کھا رہا ہے۔ کہ ہائے! یہ نعمت اس کو کیوں دی گئی ہے۔ دراصل حاسد اللہ تعالیٰ پر معترض ہے کہ اے اللہ! تُو نے یہ نعمت اس کو کیوں دی۔ مجھے دینی چاہیئے تھی۔ پھر یہ ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ کہ کسی طرح یہ نعمت اس سے چھن جائے۔ اور مجھے مل جائے۔ مثلاً سرکاری ملازموں میں سے افسروں نے ایک ملازم کو ترقی دیدی ہے۔ اب حاسد اس کے خلاف گمنام رپورٹیں لکھ رہا ہے تاکہ افسروں کی نظر میں وہ شخص گر جائے اور اس کی ترقی واپس ہو جائے۔ یا مثلاً کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بعض حاسد عورتیں ٹونے ٹانے کرنے والے بے دین تعویذ نویسوں سے ایسے ٹونے کراتی ہیں۔ جن سے ان کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ

دوسری عورت کا بیٹا مر جائے - اور اس کے ہاں ہو جائے - مذکور الصدر حدیث شریف کی بناء پر جب حاسد کی نیکیاں تباہ و برباد ہوگئی ہیں تو اس کا ٹھکانا دوزخ کے سوا اور کہاں ہوگا ؟ ہاں اگر دل میں ایمان ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے بالآخر دوزخ سے نکل آئیگا - حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے قابیل حسد کا مریض تھا - جس نے اپنے بھائی کو حسد سے قتل کیا تھا -

۲ کبر

کبر بھی ایک مہلک بیماری ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبر کی معنی خود بیان فرمائی ہے (بطر الحق وغمط الناس) (ترجمہ - سچی بات ماننے سے انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا) اور یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جس شخص کے دل میں کبر ہوگا - وہ بہشت میں نہیں جائے گا - یعنی پہلے پہل نہیں جائے گا - پہلے تو دوزخ ہی میں جائیگا - اگر دل میں ایمان ہوگا تو بالآخر رحمۃ للعالمین کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل آئیگا اور اگر ایمان بھی نہیں ہے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیگا - جس طرح فرعون کبر کا مریض ہے - حضرت موسیٰ جو اولوالعزم پیغمبر ہیں انہیں ذلیل خیال کرتا ہے اور خود اپنے اندر ایمان بھی نہیں ہے اس لئے دوزخ سے کبھی بھی نہیں نکلے گا -

۳ عجب

عجب بھی ایک روحانی مہلک بیماری ہے - قارون اس عجب کی بیماری کا مریض ہے - عجب کا مطلب یہ ہے - کہ انسان کو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جو نعمتیں نصیب ہوتی ہیں انہیں اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان نہ جانے - بلکہ اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ خیال کرے - مثلاً ایک طالب علم امتحان میں کامیاب ہونے پر یہ خیال کرتا ہے - کہ اگرچہ میں نے کامیابی کے لئے محنت تو کی تھی مگر کامیابی محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہوئی ہے - ورنہ کئی قابل اور محنتی طالب علم بھی امتحان میں ناکام ہو جاتے ہیں - الحمد للہ - یہ طالب علم عجب (خود پسندی) کے مرض کا مریض نہیں ہے اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوگا - اس کے مقابلہ میں دوسرا طالب علم اپنی کامیابی کو اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ خیال کرے - مثلاً

ایک طالب علم امتحان میں کامیاب ہونے پر یہ خیال کرتا ہے کہ اگرچہ میں نے کامیابی کے لئے محنت تو کی تھی مگر کامیابی محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہوئی ہے ورنہ کئی قابل اور محنتی طالب علم بھی امتحان میں ناکام ہو جاتے ہیں - الحمد للہ - یہ طالبعلم عجب (خود پسندی) کے مرض کا مریض نہیں ہے - اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوگا - اس کے مقابلہ میں دوسرا طالب علم اپنی کامیابی کو اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ خیال کرتا ہے - یہ طالب علم اپنی زندگی کی ہر کامیابی کو اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ خیال کرتا ہے - اس غلطی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ کی رحمت سے دور - اس کے بعد دور تر - اس کے بعد دور ترین ہو جائے گا - آپ خود خیال کریں - جو اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دور ترین ہوگا - مرنے کے بعد اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا !

امراض روحانی کے معالج

طب یونانی کے اطبا جب اپنی ادویات کی فہرست شائع کرتے ہیں تو ٹائیٹل پیج پر لکھتے ہیں - " لکل داء دواءٌ "

ترجمہ - ہر بیماری کا علاج ہوسکتا ہے

اسی طرح امراض روحانی کا علاج بھی بفضلہ تعالےٰ ہوسکتا ہے - ان امراض روحانی کے معالج صوفیائے عظام ہوتے ہیں - بشرطیکہ کوئی کھرا اور سچا باخدا اللہ تعالےٰ کا بندہ مل جائے - کھرے صوفی کے لئے پہلی شرط اتباع کتاب و سنت ہے - جو کتاب و سنت کا متبع نہ ہو وہ خواہ آسمان پر اڑتا ہوا آئے لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے - اور قبلۂ عالم کہلائے - اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے - اس کی بیعت کرنا حرام ہے - اور اگر غلطی سے ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے -

شادی کمیشن کی تباہ کاریاں

(از جناب مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور)

(گزشتہ سے پیوستہ)

۱۱ جو لوگ اس رجسٹری کے لازم ہونے
بہ بیماری کی وجہ سے یا دُور دراز ہونے
ں وجہ سے یا اپنی بہو بیٹیوں کی رسوائی
سمجھنے کی وجہ سے یا کسی اور ناداری وغیرہ کی
جہ سے نکاح شادی میں تاخیر کریں گے
ور پھر کسی گناہ کا سبب بن جائیں گے۔
ن پر گناہ کے عذابات کی وعیدیں اور
طلاعیں الگ ہونگی - اور نکاح کے فرض
لی ادائیگی کے قصور کا جرم الگ -

۱۲ نکاح شادی بعض اوقات فرض
بعض اوقات واجب بعض وقت سُنت موکدہ
بعض دفعہ محض جائز بھی ہوتی ہے۔ان
تاخیرات میں فرض و واجب کی ادائیگی کی
تاخیر بھی ممکن ہے یہ الگ ایک گناہ
کا سبب ہے۔

۱۳ بعض دفعہ زوجین میں سے کسی
کے مُنہ سے کلمۂ کفر نکل جانے کی وجہ
سے تجدید نکاح کی ضرورت ہوتی ہے۔
اس راز کو زوجین کسی پر ظاہر کرنا نہیں
چاہیں گے۔ اگر صرف دو گواہوں کے
سامنے ایجاب و قبول ممکن ہوتے تو تجدید
کر لیتے۔ رجسٹری لازمی ہونے سے افشائے راز
کی بے عزتی گوارا نہ ہوگی تو وہ بغیر تجدید
نکاح رہ جائیں گے - اور اس قانون کی
وجہ سے حرامکاری کا شکار ہونگے۔

۱۴ طلاق کی ایک قسم بائن بھی ہے
جس میں دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ ویسے رجوع
نہیں ہوسکتا - ایک غیرتمند کو رجسٹری کرانے
میں عار آئے گی - راز فاش ہوگا - اور
ویسے نکاح کرنے میں یہ خطرہ رہے گا کہ
کبھی عورت کسی ناراضی پر اس طلاق کو
سند بناکر دوسرے سے نکاح نہ کرے تو
اس قانون سے اس کی زندگی عجب کشمکش
کی نذر ہوگی - اور ایک قسم مغلظہ ہے۔جس میں
حلالہ کے بعد ہی اس سے نکاح ہوسکتا ہے
اور اول حلالہ کا نکاح پھر پہلے شوہر سے
دوسرا نکاح جب رجسٹری پر موقوف ہوگا تو
یہ رسوائی شاق گزرے گی - اور لوگ ناجائز
میں مبتلا ہوں گے۔

۱۵ ایسا ممکن ہے کہ کسی ایسے نکاح
کو جو شرعی اصول سے بالکل درست ہوگا۔
رجسٹرار کسی غیر شرعی مگر قانون اشتباہ پر
رجسٹری کرنے سے انکار کر دے گا، اس
انکار سے جو قانونی گنجائش عورت کو حاصل
ہو جائیگی وہ کسی خفیف سی رنجش کی وجہ
سے علیحدہ ہوکر دوسرے سے نکاح کریگی
اور عمر بھر حرام کی مرتکب ہوگی یا مرد حد جائز
سے آگے نکاح کر لے گا۔ تو وہ حرام میں
مبتلا ہوگا۔ اور اس بدکاری کی ذمہ داری
وقتی حکام اور اس وقت کے تجویز کنندگان
پر ہی ہوگی۔

۱۶ اور یہ سب باتیں اس وقت
کی ہیں کہ نکاح اوّل باقاعدہ ہو۔پھر رجسٹری
ہو۔ اور اگر رجسٹری ہی نکاح قرار دیجائیگی
تو وہ بالکل کھُلی بات ہے کہ قطعاً ناقابلِ
اعتبار ہے اور بہت مضر۔

۱۷ رجسٹری میں رجسٹرار ایک شاہد
ہے۔ اور رجسٹری اقرار معاملہ ہے۔ رجسٹرار
میں گواہی کے اور اقرار میں معتبر ہوسکے
جس میں شرعی قواعد میں سے دس بارہ
قواعد کا خلاف لازم آتا ہے۔جس سے یہ
بالکل غیر معتبر ثابت ہوتی ہے۔مختصر یہ کہ
رجسٹری کی حقیقت یہ ہے کہ رجسٹرار اس
کا گواہ بنتا ہے کہ اس کے سامنے یہ
اقرار کیا گیا ہے - اس کو درج رجسٹر
کرتا ہے - لہٰذا یہ اقرار کی گواہی ہے۔
اب اس میں یہ خرابیاں ہیں کہ ان کے
قواعد کی پابندی نہیں ہے۔

۱ اقرار اہلِ معاملہ میں سے اقرار
کرنے والے پر حجت ہوگا - دوسرے پر
نہیں - اگر شوہر نے رجسٹری کرائی اور
عورت خلاف دعوے کرے تو رجسٹری حجت
نہیں۔ ایسے ہی اس کا عکس ۲ غیر اہل معاملہ
کا اقرار معتبر نہیں۔ اگر لڑکی بالغ ہے اور
باپ کا اقرار رجسٹری ہے تو معتبر نہ ہوگا۔
۳ جو معاملہ رضامندی طرفین پر ہے
ایک کے بیان سے اس کے کل اجزا کی
رجسٹری ناجائز ہوگی ۴ پس پردہ پر جبتک
دو محرم شاہد نہ ہوں کہ یہ فلاں ہے ہم
دیکھ رہے ہیں - اقرار سند نہیں ہوسکتا۔
۵ گواہی میں محض تحریر معتبر نہیں رجسٹرار
کی زبانی شہادت ضروری ہے ۶ صرف
کاغذات سے گواہی بھی معتبر نہیں جبتک
رجسٹرار کو واقعہ یاد نہ آجائے ۷ شہادت
میں ایک مرد کافی نہیں اور رجسٹرار ایک ہے
۸ گواہی زبانی و تحریری شرعاً برابر ہے۔
غیر رجسٹرار کی شہادت پر اس کی شہادت
فوق نہیں ہوسکتی اگر وہ قوی ہوگی رجسٹری
کے خلاف کرنا لازم ہوگا ۹ گواہ کے لئے
جو شرطیں ہیں رجسٹرار میں اگر اُن میں سے
ایک بھی کم ہوگی تو معتبر نہیں ۱۰ حاشیہ
کے گواہوں کے دستخط کافی نہیں زبانی گواہی
ضروری ہے - ۱۱ اگر رجسٹرار خود ہی ان
مقدمات کا فیصلہ کرنے والا ہوگا تو رجسٹری
حاکم کی شہادت ہوئی جو باطل ہوتی ہے۔

اصلاح

اس دفعہ کی اصلاح اگر اس طرح کردیجائے
تو بے غبار ہو جائے۔" جو نکاح کی رجسٹری
کرانا چاہے بلا معاوضہ اس کی رجسٹری
کی جائے۔"

یا

نکاح نامے کے چار پرت ہوں جو نکاح
درج کرائے اس کی ایک ایک نقل طرفین
کو دی جائے ایک نکاح خوان کے پاس رہے
ایک محکمہ رجسٹری کو دی جائے - اور یہی
بلا معاوضہ اس کی رجسٹری قرار پائے گی۔مگر
دونوں صورتوں میں ثبوت شہادتوں سے
ہوگا۔ یہ رجسٹری و اندراج اس کی تائید ہوگی
دفعہ (۲) شوہر کے ذمہ مہر کی ادائیگی لازمی
ہو۔ خواہ مہر کی رقم کتنی ہی کیوں نہ ہو۔
یہ تجویز بہت کچھ مجمل اور محتاج تشریح
ہے۔ جہاں تک اول دفعہ میں اس کا مفہوم
معلوم ہوتا ہے۔ وہ تو پہلے سے برابر موجود
ہے۔ کہ مہر جس قدر بھی ہوگا شوہر کے
ذمہ فرض ہوگا اور فرض ہوگا اس کا ادا کرنا
لابدی ہے - یہاں تک کہ کوئی نکاح بغیر مہر
کے ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر نکاح کے وقت
مہر کا کوئی ذکر نہیں ہُوا بلکہ اگر یہ شرط بھی
کر لی جائے کہ مہر قطعاً کچھ نہ ہوگا اس
وقت بھی مہر ضرور فرض ہوگا اور لڑکی
کی دادھیالی مگر ہم سن اور ہم اوصاف
لڑکیوں کا جو مہر ہوتا آیا ہے وہ دینا ہوگا
جس کو شرعی اصطلاح میں مہر مثل کہتے ہیں
اور اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر
بیوی اس میں سے کچھ کم کر دینا چاہے یا
بالکل معاف کر دینا چاہے تو وہ قانون سے
معاف یا کم نہیں ہوگا - پورا کا پورا دینا
پڑے گا تو پھر اس کے قرآن و حدیث اور

عقل انسانی کے خلاف ہونے میں کوئی شبہہ بھی نہیں رہ سکتا۔

اور اگر یہ مطلب ہے کہ خواہ عورت مرد کے پاس نہ جاسکی ہو یا خلوت صحیحہ نہ ہوسکی ہو کل مہر کی ادائیگی لازمی ہوگی۔ تو بھی شریعت کے خلاف ہے۔ ایسے میں نصف مہر کا واجب ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

اور اگر یہ مطلب ہے کہ چاہے مہر پیشگی (معجل) مقرر نہ ہو اُدھار (مؤجّل) ہو جس کی مدت کوئی معین کر لی گئی ہو۔ یا یہ معین کر لیا گیا ہو کہ بعد ختم نکاح یا وفات دیا جائے گا۔ تب بھی وقت سے پہلے ادائیگی لازمی ہوگی تو معاہدہ کی مخالفت کا لازمی ہونا بھی عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔

اور اگر یہ مقصد ہو کہ عورت جو چاہے کر گزرے جن باتوں سے شرعاً مہر نہیں رہتا اس وقت یہی ادائیگی لازمی ہوگی۔ خلع کرنے میں جو معاوضہ طے ہوگا۔ وُہ دیا جائے گا۔ مگر مہر الگ مستقل ادا کرنا لازم ہوگا تو یہ بھی احکامِ مہر کے خلاف ہے

ہاں اگر اس دفعہ کا مقصود یہ ہو کہ مہر اگر مُعجّل یعنی پیشگی مقرر ہوا ہے۔ اس کی ادائیگی وقت مطالبہ لازم ہوگی، تو درست ہے۔ اور اس کا حکم شرعی بھی یہی ہے۔ حتیٰ کہ عورت کو حق ہے کہ پیشگی مہر کے وصول ہونے تک شوہر کے گھر یا سفر میں جانے یا پاس آنے سے خود کو روک لے

ایسے ہی اگر یہ مطلب ہے کہ اگر مہر مُوَجّل یعنی ادھار تو مقرر ہُوا ہے مگر اس کی کوئی مُدّت معیّن نہیں ہُوئی کہ فلاں تاریخ تک ادائیگی ضرور ہوگی یا بعد ختم نکاح یا موت پر ہوگا۔ تو بوقت مطالبہ اس کی ادائیگی لازمی ہوگی۔ تو بھی یہ دفعہ درست ہے۔ اور یہی شرعی حکم ہے۔ عندالطلب کا لفظ ہو یا نہ ہو۔ مطالبہ پر ادائیگی لازم ہے۔ اور عورت کو حق ہے۔ کہ تا ادائیگی بعد مطالبہ اپنے کو شوہر سے روک لے۔

لیکن بہرصورت جس طرح دوسرے قرض والوں کو معاف کرنے کا بھی حق ہے، باہمی رضامندی سے باقساط ادائیگی کا بھی حق ہے۔ اور سوائے قرض والے کے دوسرے کو وصولی کا بغیر حوالہ یا وکیل بنائے حق نہیں ہوتا اسی طرح مہر میں عورت کو کل یا کچھ کو معاف کرنے کا حق ہے اور سوائے عورت کے کسی اور کو خواہ اسکے ماں باپ بھائی بہن ہی کیوں نہ ہوں بلا حوالہ و توکیل دینے سے روا نہ ہوگا۔ ہاں عورت اس کو منظور کرلے تو دوسرے قرضداروں کی طرح اس کو اس کا بھی حق ہے۔

اور اگر ادائیگی کے لازم ہونے کے یہ معنے ہیں کہ شوہر کے مرنے پر میراث سے مقدم ہوکر مہر کی ادائیگی لازم ہے تو یہ بھی صحیح ہے شرعاً ہر قرض اور مہر بھی قرض ہے۔ میراث سے مقدم ہے لہٰذا اس دفعہ میں پوری تفصیلات کی ضرورت ہے۔ بغیر تفصیلات کے بعض حرام اور ناجائز صورتوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قابلِ نفرین ہے۔

اصلاح

مہر ڈھائی تولہ چاندی کی قیمت سے کم نہ ہوگا۔ اگر معجل (پیشگی) ہوگا یا موجل (ادھار) ہو مگر عندالطلب ہو یا کوئی وقت مقرر نہ ہو تو عورت کو ہر وقت تا وصولی جانے رہنے ملنے سے انکار کا حق ہوگا۔ وقت مقرر ہوگا تو بعد وقت یہ حق ہوگا اور بذریعہ عدالت وصولی کا حق ہوگا مگر تنہائی میں ملنے سے پہلے ½ نصف کا بعد میں کل کا اور کل یا کچھ معاف کریگی تو معاف ہوگا۔

دفعہ (۱۳) نکاح کے وقت لڑکی کی عمر سولہ [۱۶] سال اور لڑکے کی عمر اٹھارہ سال سے کم نہ ہو۔ غالباً اس دفعہ کی محرک کچھ ایسی وارداتیں ہونگی جن میں کم عمری کے نکاح کو جذبات کے ہیجان کے وقت لڑکا لڑکی باقی نہ رکھنا چاہتے ہوں گے لیکن بجائے اصل مرض کی تشخیص کے جذبات ناشائستہ کی رعایت میں ایسا مضر اقدام قرینِ عقل نہیں ہے۔

مضرتوں سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اس دفعہ کی بنیاد ہی ایک غلط نظریہ پر قائم ہے، اور ضرورت اس غلط نظریہ کی اصلاح کی ہے نہ کہ غلط نظریہ کے تحت غلط رویہ اختیار کرنے کی۔ اصل یہ ہے کہ نکاح شادی کوئی ہنگامی کام نہیں ہے۔ یہ عمر بھر کی رفاقت۔ خاندان، برادری اور قوم کی فلاح و بہبود کی ضامن تشکیل ہے۔ اس کو صرف تسکینِ جذبات ہی نہ قرار دیا جائے۔ اگر ایسا خیال کیا گیا تو اس اہم ترین معاملہ کی سخت ناقدر شناسی اور بہت سی خرابیوں کو دعوت دینا ہو[گا]

تمام عالم کا بقا، خاندان، برادری او[ر] قوم و ملت کی ترقی کا اسی پر مدار ہے۔ دو مختلف المزاج، مختلف الاحوال، مختل[ف] عادات کا اتحاد اور تقریباً دائمی اتحاد۔ اسی کے بہترین نتائج سے قوم و ملک کی سرسبزی وابستہ ہے۔ ایک لڑکا یا [لڑکی] جو آج ایک ایک ہے کچھ بعد پورا گ[ھرانہ] بننے کے قابل ہے، گھرانہ دنیا میں ج[نت] انہی کی نیکی اور خوشدلی کے موافق۔ بن سکتا ہے یا اختلاف سے دوزخ [کا] نمونہ بن کر رہ سکتا ہے۔ جذبات [کے] لئے ایک مرکز حاصل ہو کر تم[ام] آوارگیوں سے روکنے کا سبب پیدا [ہوتا] ہے۔ لیکن ان تمام فوائد کے واسطے نہیں بہت بہت مصلحتوں اور حالات [کا] دیکھنا ضروری ہے، جذبات کا ہیجان سب پر غالب آکر سب کو پس پش[ت] ڈال دیتا ہے اور ہیجان میں سکون ہو[نے] کے بعد تمام کی تمام خرابیاں اپنے ہ[تھیاروں] سے لیس ہو جاتی ہیں۔ اور آئے دن فتنہ و [فساد] کھڑے ہوکر گھروں گھرانوں، خاندانوں قوم تک کو سراسیمگی میں مبتلا کر دیتے [ہیں] اس لئے اس معاملہ کی بنیاد جذبا[ت] کے ہیجان پر قرار دینا ملک و قوم [کو تباہی] کے غار میں دھکیلنا ہے۔ یہ خیرخوا[ہی نہیں] ہے نادان دوستی ہے۔ ضرورت ہے کہ [اس] نظریہ کو ہی بدلوایا جائے۔ اور عق[ل کا] معیار جذبات فقط نہیں۔ تمام گرد و [پیش] کے حالات تمام مصالح پر نظر ہونی [چاہئے] ہے۔ لیکن دُنیا جانتی ہے کہ ہیجان کے نقطہ نظر صرف ایک بات ہی ہوتی [ہے] اس کے علاوہ پر نظر نہیں ہو سکتی جذبات کو بالکل پامال کر دینا بھی زندگی کو [تلخ] کر دینے کے مترادف ہے۔ اس لئے معیارِ عمر ایسا ہونا ضروری ہے کہ اس [سے] قبل تو اس کے بڑوں کی اور اس [کے بعد] خود اس کی اور عمدگی کے درجے میں [اس] کو بڑوں کی بھی صوابدید کو دخل [ہو] معیارِ عمر بلوغ ہے کہ جو جذبات کی اص[ل] ہے۔ تجربہ ہے اور قریب قریب [سب] ہی تجربہ ہے کہ جن شادیوں کا مدا[ر] جذبات پر ہو جاتا ہے وہ تسکین [جذبات] کے بعد کچھ اور رنگ اختیار کرتی ہیں [اور] سب کی پریشانیوں کا سبب بن جا[تی ہیں] اس لئے مصالح ذاتی و خاندانی و قومی پر اس کا مدا[ر] ہی سلامتی کی راہ ہے۔ اگر عمر کی ۱۶-۱[۸]

(باقی ص[ـــ])

اہمیتِ تبلیغ

(میاں عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

(۲)

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط　پ ۴ ع ۳

ترجمہ - تم ہو بہتر سب اُمتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں - حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو بُرے کاموں سے -

اے مسلمانو! خدا تعالےٰ نے تم کو تمام اُمتوں میں بہترین اُمت قرار دیا ہے - اُس کے علم ازلی میں پہلے سے یہی مقدر ہو چکا ہے جس کی خبر بعض انبیائے سابقین کو دیدی گئی تھی کہ جس طرح نبئ آخرالزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہوں گے آپ کی اُمت بھی جملہ اُمم و اقوام پر گوئے سبقت لے جائے گی - کیونکہ اس کو سب سے اشرف و اکرم پیغمبر نصیب ہوگا اَدوم و اکمل شریعت ملے گی - علوم و معارف کے دروازے اس پر کھول دیئے جائینگے ایمان وعمل اور تقویٰ کی تمام شاخیں اُس کی محنت اور قربانیوں سے سرسبز اور شاداب ہوں گی - وہ کسی خاص قوم ونسب یا مخصوص مُلک و اقلیم میں محصور نہ ہوگی بلکہ اُس کا دائرۂ عمل سارے عالم کو اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہوگا - گویا اس کا وجود ہی اس لئے ہوگا کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اور جہاں تک ممکن ہو اُنہیں جنّت کے دروازوں پر لا کھڑا کردے - نیکی کا حکم کرتی رہے اور بُری باتوں سے روکتی رہے - بُرے کاموں میں کُفر، شرک، بدعات، رسومِ قبیحہ، فسق و فجور اور ہر قسم کی بد اخلاقی۔ اور نامعقول باتیں شامل ہیں ان سے روکنا بھی کئی طرح ہوگا - کبھی زبان سے، کبھی ہاتھ سے، کبھی قلم سے کبھی تلوار سے، غرض ہر قسم کا جہاد اس میں شامل ہوگیا - یہ صفت جس قدر عموم و اہتمام سے اُمتِ محمدیہ میں پائی گئی ہے پہلی اُمتوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی - اللہ پر ایمان لاتے ہیں یعنی اُس کی توحید پر اُس کے رسولوں پر اور کتابوں پر ایمان لانا بھی داخل ہے - اور سچ تو یہ ہے کہ توحید خالص و کامل کا اتنا شیوع و اہتمام کبھی کسی اُمت میں نہیں رہا - جو بحمد اللہ اس اُمت میں رہا ہے - حضرت عمرؓ نے فرمایا جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ اس خیرالامم میں شامل ہو - چاہیے کہ اللہ کی شرط پوری کرے - یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ایمان باللہ جس کا حاصل یہ ہے کہ خود درست ہو کر دوسروں کو درست کرے - جو شان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تھی -

اسی مقصد کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہفت روزہ رسالہ "خدام الدین" لاہور سے جاری کیا گیا ہے - اس میں بالخصوص حضرت مولانا الحاج مولوی احمد علی صاحب مدظلہٗ کا خطبۂ جمعہ اور مجلسِ ذکر قابلِ عمل ہوتا ہے - یہ محض تبلیغی رسالہ ہے - جس میں قرآن، حدیث کی رُو سے مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی امور میں اصلاح کی جاتی ہے - اس کی توسیع میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ پ ۴ ع ۲

ترجمہ - اور چاہئے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بُلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کریں بُرائی سے - اور وہی پہنچے اپنی مراد کو -

اعتصام بحبل اللہ، اتحاد و اتفاق، قومی زندگی اسلامی مواخات یہ سب چیزیں اس وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت و ارشاد کے لئے قائم رہے اُس کا وظیفہ یہی ہو کہ اپنے قول و عمل سے دُنیا کو قرآن و سُنّت کی طرف بُلائے - اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سُست، یا بُرائیوں میں مُبتلا دیکھے اُس وقت بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور بُرائی سے روکنے میں اپنے مقدور کے موافق کوتاہی نہ کرے - ظاہر ہے کہ یہ کام وہی حضرات کرسکتے ہیں جو معروف و مُنکر کا علم رکھنے اور قرآن و سُنّت سے باخبر ہونے کے ساتھ ذی ہوش اور موقعہ شناس ہوں ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو مُنکر یا مُنکر کو معروف خیال کرکے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کردے - یا ایک مُنکر ہی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کے حدوث کا موجب ہو جائے - یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کے موقعہ میں نرمی برتنے لگے - شاید اسی لئے مسلمانوں میں ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پر مامور کیا گیا جو ہر طرح دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہل ہو - حدیث شریف میں ہے کہ جب لوگ منکرات میں پھنس جائیں اور کوئی روکنے والا نہ ہو تو عام عذاب آنے کا اندیشہ ہے - باقی یہ کن احوال و اوقات میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ترک میں آدمی معذور سمجھا جا سکتا ہے اور کن مواقع میں واجب یا مستحب ہے اس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں - ابوبکر رازی نے "احکام القرآن" میں اس پر نہایت مبسوط کلام کیا ہے -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

پارہ ۲۸ رکوع ۱۹

ترجمہ - اے ایمان والو - بچاؤ اپنی جان کو - اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں -

ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے - سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے، جس طرح ہوسکے دیندار بنانے کی کوشش کرے - اس پر بھی اگر وہ راہ راست پر نہ آئیں تو اُن کی کم بختی، یہ بے قصور ہے -

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ (حدیث)

ترجمہ - تم میں سے ہر ایک حاکم ہے - اور تم سب کو اپنی اپنی رعایا کی بابت پوچھ ہوگی -

گھر میں مرد بادشاہ ہوتا ہے - اُس کی بیوی - بیٹے - بیٹیاں اور متعلقین رعایا کی مانند ہوتی ہیں سو اگر اولاد، بیوی اور متعلقین خلاف شرع کام کریں گے تو قیامت کے دن اس مرد سے گرفت ہوگی - کہ تم نے ان کو کیوں تبلیغ نہیں کی - اس لئے ہر شخص کو اس بات سے

ڈرتے رہنا چاہیئے۔ اگر تھوڑی سی بھی لاپرواہی برتے گا تو بہت نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ پھر پچھتائے گا جبکہ نادم ہونا کوئی کام نہیں آئے گا۔ محض اپنی انفرادی صلاح و فلاح پر قناعت نہ کرے بلکہ قوم و ملّت کے اجتماعی مفاد کو پیشِ نظر رکھے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

۱- حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی شخص خلاف اسلام کوئی چیز دیکھے تو اس کو ہاتھوں سے بدل دے۔ اگر ہاتھ سے نہ بدل سکے تو زبان سے بدلے اور اگر زبان سے بھی نہ بدل سکے تو دل سے اُس کا انکار کر دے لیکن یہ ایمان کا ادنے درجہ ہے۔

۲- حضرت نعمان ابن بشیرؓ کہتے ہیں نبیِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ قوانینِ الٰہی کی تعمیل میں سُستی کرنے والے اور نواہی سے بچنے والے کی ایسی مثال ہے کہ جس طرح دو منزلہ کشتی ہو اور اس کے اُوپر کے درجہ میں کچھ لوگ ہوں کچھ نیچے کے درجہ میں ہوں نیچے کے درجہ والا پانی پینے کے واسطے اُوپر والوں کے پاس ہو کر گزرے اور اُن کو اُس کی ذات سے اذیت پہنچے۔ مجبوراً یہ شخص ایک کلہاڑی لے کر کشتی کے تلے میں پانی کے واسطے چھید کرے اُوپر والے اُس سے آکر کہیں۔ کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ وہ کہے تم کو میرے پانی پینے سے اذیت ہوتی تھی اور مجھ کو بغیر پانی کے صبر نہیں ہو سکتا۔ ایسی حالت میں اگر یہ لوگ اس کے ہاتھ کو پکڑ لیں گے تو سب کے سب محفوظ۔ اور اگر اسی حالت میں چھوڑ دینگے تو سب ہلاک ہو جائیں گے۔

۳- حضرت اُسامہ بن زیدؓ کا بیان ہے۔ نبیِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز ایک شخص کو لاکر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اُس کی انتیں نکل پڑیں گی اور وہ چکّی کے گدھے کی مانند اس میں چکّر لگاتا پھرے گا۔ اس کے پاس دوزخی مجتمع ہو کر کہیں گے۔ اے شخص تو یہاں کیوں آیا کیا تو ہم کو عمدہ باتوں کا حکم نہ کرتا تھا۔ اور بُری باتوں سے منع نہیں کرتا تھا۔ وہ کہے گا کہ میں تم کو اچھی باتوں کا حکم کیا کرتا تھا۔ لیکن خود اُن کو نہیں کرتا تھا تم کو بُری باتوں سے منع کرتا تھا لیکن خود اُن کو کیا کرتا تھا

۴- حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں۔ کہ نبیِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یا تو تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔ ورنہ اللہ تعالےٰ تم پر ایسا عذاب نازل فرمائے گا کہ تم اُس کے دفعیہ کی دُعا کروگے۔ لیکن تمہاری دُعا قبول نہ ہوگی۔

۵- حضرت جریر ابنِ عبداللہؓ کہتے ہیں۔ رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس قوم میں کوئی شخص معاصی کرتا ہو اور قوم کے لوگ باوجود قدرت کے اس کو منع نہ کریں تو اللہ تعالےٰ اپنے عذاب میں ان لوگوں کو زندگی ہی میں مُبتلا کر دے گا۔

۶- حضرت عدی ابن عدی کندی کا بیان ہے۔ کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے اللہ تعالےٰ خاص لوگوں کے عمل سے عام لوگوں کو عذاب میں مُبتلا نہیں کرتا۔ البتہ اگر کوئی خلاف شریعت کام کرنے والا ان میں موجود ہو۔ اور یہ لوگ باوجود قدرت کے اس کو منع نہ کریں تو اُس وقت اللہ تعالےٰ عام اور خاص سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

۷- مَنْ اَحْیٰی سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحْیَانِیْ وَمَنْ اَحْیَانِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ جس شخص نے میری سُنّت کو زندہ کیا پس بے شک اس نے مجھ کو زندہ کیا اور جس نے مجھ کو زندہ کیا وہ میرے ساتھ بہشت میں ہوگا

اس حدیث شریف سے ثابت ہُوا کہ محافظ سُنّت نبویؐ محافظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تارکِ سُنّت نبویؐ مخالف رحمۃ اللعالمین ہے۔

۸- خدا تعالےٰ سرسبز رکھے اس شخص کو جو ہم سے کوئی بات سُنے پھر جس طرح سُنے اسی طرح دوسرے تک پہنچائے کیونکہ بہت سے وہ لوگ جن کو میری بات پہنچائی جائے وہ سُننے والوں سے زیادہ یاد رکھتے ہیں۔

۹- اس ذات کی قسم۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یا تو تم یقیناً نیکی کا حکم اور بُرائی سے منع کروگے تبلیغ دین کروگے ورنہ بہت جلد اللہ تعالےٰ اپنے پاس سے تمہارے اُوپر عذاب نازل کرے گا۔

۱۰- جب لوگ کسی کو ظلم کرتے دیکھیں اور اُس کو منع نہ کریں، ظالم کو ظلم سے نہ روکیں تو خدائے قدوس سب کے سب لوگوں پر عذاب نازل فرمائیگا۔ بُرے کاموں کو ہوتے دیکھ کر جو منع نہ کرے۔ وہ گونگا شیطان ہے۔

۱۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً۔ جس مسلمان کو ایک آیت بھی معلوم ہو وہ میری طرف سے دوسرے انسان کو پہنچائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا درد تھا۔ کہ لوگ مسلمان ہو جائیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے نبیؐ کے اس درد کو پُورا کرے۔ آپؐ کے دل میں خیر خواہی اور نفع رسانی کی خاص تڑپ ہے۔ لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں آپؐ اُن کی کمریں پکڑ پکڑ کر اُدھر سے ہٹاتے ہیں آپؐ کی بڑی کوشش اور آرزو یہی ہے کہ خُدا کے بندے اصلی بھلائی اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

برادرانِ اسلام! آپ معاف فرمائیں اگر آپ کے دلوں میں حقیقی تڑپ ہوتی تو آپ کفر کی تلاش کے لئے کمر باندھ کر نکلتے اور اُسے جہاں پاتے ختم کر دیتے مگر اب تو صورت یہ ہے کہ کفر اسلام کے پہلو میں ترقی پا رہا ہے۔ مدعیانِ اسلام کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ اپنی مصروفیتوں سے کوئی وقت ایسا نہیں نکالتے کہ دین سے بے خبر لوگوں کو باخبر کریں۔ تاکہ دُنیا ظلمت سے چھُٹے۔ اور چار دانگ عالم میں خدا کا نور پھیل جائے۔

یاد رکھو کہ اس متحرک دُنیا میں کوئی چیز ساکن نہیں۔ قومیں ترقی کرتی ہیں یا گر کر مٹ جاتی ہیں۔ اس لئے یا تو اسلام پھیلانے کی کوشش کرو۔ ورنہ قدرت کا عمل اسلام پر بھی جاری ہو جائے گا۔ کچھ شک نہیں کہ نیکی اور سچائی کے اندر بڑھنے اور پھیلنے کی قوّت موجود ہے مگر پھر بھی پھیلانے والوں کی ضرورت ہے۔ بیج میں پھلنے پھولنے کی طاقت موجود ہے مگر تخم ریزی کے ساتھ پانی دینا، حفاظت کرنا اور محنت اُٹھانا شرط ہے۔ سچائی کا پھل حاصل کرنے کے لئے یہ سب مرحلے ضروری ہوتے ہیں۔ آج اسلام کی سچائی بھی پھل پانے کے لئے ایک کسان کی کاوشوں کی محتاج ہے۔

اے مسلمانو! تم اسلام کے تقاضے اور سچائی کی پکار کو سُنو۔ بے قرار روح، سچی تڑپ اور درد رکھنے والا دل پیدا کرو۔

جو تمہاری سوئی ہوئی قوتوں کو بھی بیدار کر دے۔ اور تمہارے اردگرد نیند کے غافلوں کو بھی ہوشیار کر دے۔ اسلام کسی ایک قوم، ایک ملک یا ایک خاندان کی سرفرازی کا پیغام لے کر نہیں آیا۔ اسلام ساری انسانیت کے شرف و سعادت کا پیغام ہے۔

تمہارے یہ نماز اور روزے کس کام کے۔ اگر تم اندھوں کو غار میں گرنے سے خبردار نہ کرسکو۔ تمہارا دین کس کام کا؟ اگر تم ہمسائے کو نارِ جہنم سے نہ بچا سکو۔ اسلام کے پھیلانے میں کوشش اور کاوش کرو۔ خدا اور رسول کی خوشنودی کے لئے جان جوکھوں میں نہ سہی تھوڑی بہت تکلیف تو اُٹھاؤ۔ اسلام کا جتنا بھی علم آپ کو میسّر ہے اُسے غیر مسلموں تک پہنچاؤ۔ موٹے موٹے اعتقادات یہ ہیں۔

(۱) اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (۲) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں (۳) مرنے کے بعد قیامت کے روز زندہ ہونا ہے (۴) اللہ کے تمام رسول، فرشتے اور آسمانی کتابیں برحق ہیں (۵) اللہ ایک ہے۔ اس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔

(۱) کلمۂ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا صحتِ الفاظ اور عظمت کے ساتھ یاد کرنا اور اس کے معنی اور مفہوم کو سمجھنا اور دلنشین بنانا اور پوری زندگی کو اس کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتے رہنا۔

کلمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سوا اور کوئی ہستی اطاعتؐ فرمانبرداری کے لائق نہیں۔ اور اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا طریقہ صرف وہی ہے جس کو اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔

(۲) فرض عبادات کو اہتمام اور پابندی کے ساتھ ادا کرنا بالخصوص نماز کو پوری پابندی اور اہتمام سے ادا کرنا۔ اس کی ادائیگی میں ذرا کوتاہی نہ کرنا۔ نماز کے متعلق تمام مسائل طہارت۔ ارکان و شرائطِ نماز و دعائیں سیکھنا اور سکھانا۔ دس سال کی عمر سے دمِ واپسیں تک اس کو قائم رکھنا۔

(۳) قرآن پاک اور قرآنی احکام کی تعلیم دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: میری طرف قرآن اس لئے بھیجا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ مَیں تمہیں اور ہر شخص کو ڈراؤں۔ جسے یہ قرآن پہنچے۔ لہٰذا نعمتِ قرآن کا شکریہ یہ ہے کہ اس کی تبلیغ عام کی جائے۔ چپّہ چپّہ زمین پر اُس کا نور پھیلایا جائے۔ کسی شخص کے کان اس سے ناآشنا نہ رہیں۔ کوئی دل اس کی تصدیق سے خالی نہ رہے۔

(۴) جانی اور مالی قربانی فی سبیل اللہ پیش کرنا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

(بقیہ احادیث الرسول صفحہ ۱۰ سے آگے)

کی مجھ سے آپؐ نے کبھی اُف بھی نہیں کہا (یعنی کبھی زجر و توبیخ نہیں کی) اور نہ آپؐ نے کبھی یہ فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں کیا اور یہ کام تو نے کیوں نہیں کیا (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِیْ یَوْمًا لِحَاجَۃٍ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَا اَذْھَبُ وَفِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَذْھَبَ لِمَا اَمَرَنِیْ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اَمُرَّ صِبْیَانٍ وَھُمْ یَلْعَبُوْنَ فِی السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَایَ مِنْ وَّرَاءِیْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ وَھُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ یَا اُنَیْسُ ذَھَبْتَ حَیْثُ اَمَرْتُکَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْھَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ انسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم خلق کے اعتبار سے تمام لوگوں میں بہتر ہے ایک روز آپؐ نے مجھ کو کسی کام سے بھیجنا چاہا۔ میں نے عرض کیا خدا تعالیٰ کی قسم میں نہیں جاؤں گا لیکن میرا ارادہ جانے کا تھا۔ یعنی اس کام کو کرنے کا جس کا حکم نبی صلعم نے دیا تھا۔ پھر میں گھر سے باہر آیا۔ اور ان لڑکوں کے پاس سے گزرا۔ جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ ناگہاں رسول اللہ صلعم نے پیچھے سے آکر میری گدّی پکڑ لی میں نے مُڑ کر حضور صلعم کی طرف دیکھا تو آپؐ مسکرا رہے تھے آپؐ نے فرمایا۔ انسؓ کیا تو ادھر جا رہا ہے۔ جہاں میں نے تجھ کو بھیجا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اب میں جا رہا ہوں (مسلم)

اللہ تعالیٰ کی نیک بندیاں

حضرت زینب جحش کی بیٹی رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کی بی بی ہیں - حضرت زیدؓ ایک صحابی ہیں - ہمارے حضرت نے اُن کو اپنا بیٹا بنایا تھا پہلے بیٹا بنانا شروع میں درست[لے] تھا - جب وہ جوان ہُوئے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو اُن کی شادی کی فکر ہوئی - آپؐ نے ان ہی زینبؓ کے لئے اُن کے بھائی کو پیغام دیا - یہ دونوں بھائی بہن حسب نسب میں حضرت زید کو برابر کا نہ سمجھتے تھے - اس واسطے اوّل اوّل رُکے - مگر خدائے تعالےٰ نے آیت بھیج دی کہ پیغمبرؐ کی تجویز کے بعد پھر مسلمان کو کوئی عذر نہ چاہیئے - دونوں نے منظور کر لیا اور نکاح ہوگیا - مگر کچھ میاں بی بی میں اچھی طرح نہ بنی - نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت زیدؓ نے طلاق دینے کا ارادہ کر لیا - اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے آکر صلاح کی - حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے روکا اور سمجھایا - مگر انداز سے معلوم ہوگیا کہ بے طلاق دیئے رہیں گے نہیں - اُس وقت آپؐ کو بہت سوچ ہُوا کہ اول ہی ان دونوں بھائی بہنوں کا دل اس نکاح کو گوارا نہ کرتا تھا - مگر ہمارے کہنے سے قبول کر لیا - اب اگر طلاق ہوگئی تو اور بھی دونوں بھائی بہنوں کی بات ہلکی ہوئی - اور بہت دل شکنی ہوگی - اُن کی دلجوئی کی کیا تدبیر کی جائے - آخر سوچنے سے یہ بات خیال میں آئی کہ اگر میں اپنے سے نکاح کر لوں تو بے شک اُن کے آنسو پونچھ جاویں گے - ورنہ اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی - لیکن اس کے ساتھ ہی دُنیا کی زبان کا یہ بھی خیال تھا - کہ بے ایمان لوگ طعنے ضرور دیں گے کہ بیٹے کی بیوی کو گھر میں ڈال لیا - اگرچہ شرع سے منہ بولا بیٹا سچ مچ کا بیٹا نہیں ہو جاتا - مگر خلقت کی زبان کو کون پکڑے - پھر ان میں بھی بے ایمان لوگ، جن کو طعنہ دینے کے واسطے ذرا سا نکتہ بہت ہے - آپؐ اس سوچ بچار ہی میں تھے اُدھر حضرت زید نے طلاق بھی دے دی - عدّت گزرنے کے بعد آپؐ کی زیادہ رائے اس طرف ٹھیری کہ پیغام بھیجنا چاہیئے - چنانچہ آپؐ نے پیغام دیا - اُنھوں نے کہا کہ میں اپنے پروردگار سے کہہ لوں اپنی عقل سے کچھ نہیں کرتی - اُن کو جو منظور ہوگا آپ ہی سامان کر دیں گے - یہ کہہ کر وضو کرکے مصلی پر پہنچ نماز میں لگ گئیں اور نماز کے بعد دُعا کی - اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبرؐ پر آیت نازل کر دی کہ ہم نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا - آپؐ اُن کے پاس تشریف لے آئے - اور آیت سُنا دی وہ اور بیبیوںؓ[ے] پر فخر کیا کرتیں کہ تمہارا نکاح تمہارے ماں باپ نے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالےٰ نے کیا اور پہلے پہل جو پردے کا حکم ہُوا ہے وہ ان ہی کی شادی میں ہُوا اور یہ بی بی بڑی سخی تھیں، دستکار بھی تھیں - اپنی دستکاری کی آمدنی سے خیرات کیا کرتیں - ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سب بیبیوں نے مل کر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ کے سب سے پہلے کون بی بی دُنیا سے جا کر آپؐ سے ملے گی - آپؐ نے فرمایا - جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے - عربی بول چال میں لمبے ہاتھ والا کہتے ہیں سخی کو - مگر بیبیوں کی سمجھ میں نہ آیا - وہ سمجھیں اسی ناپ کے لمبان کو سب نے ایک لکڑی سے اپنے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کئے تو سب سے زیادہ لمبے ہاتھ نکلے حضرت سودہؓ کے - مگر مریں سب سے پہلے حضرت زینبؓ اُس وقت سمجھ میں آیا کہ اوہو یہ مطلب تھا - غرض اُن کی سخاوت اللہ اور رسولؐ کے نزدیک بھی مانی ہوئی تھی - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ مَیں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے اچھی کوئی عورت نہیں دیکھی، دین میں بڑی کامل، خدا سے بہت ڈرنے والی، بات کی بڑی سچی، رشتہ داروں سے بڑی سلوک کرنے والی، خیرات بہت کرنے والی، خیرات کرنے کے واسطے دستکاری میں بڑی محنتیں - ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے حق میں فرمایا کہ دل میں بہت عاجزی رکھنے والی خدا کے سامنے گڑگڑانے والی -

فائدہ - بیبیو تم نے سُن لی سخاوت کی بزرگی اور دستکاری کی خوبی اور ہر کام میں خدا سے رجوع کرنا - دیکھو کبھی اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ذلت مت سمجھنا - ہنر پیشہ کو کبھی عیب مت جاننا -

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہیں - جب مکّہ میں کافروں نے مسلمانوں کو ستایا اور مدینے جانے کا اُس وقت تک حکم نہ ہُوا تھا - اس وقت بہت سے مسلمان حبشہ کے ملک کو چلے گئے تھے - وہاں کا بادشاہ جس کو نجاشی کہتے ہیں - نصرانی مذہب رکھتا تھا - مگر مسلمانوں کے جانے کے بعد وہ مسلمان ہوگیا - غرض جو مسلمان حبشہ گئے تھے ان ہی میں حضرت ام حبیبہ بھی تھیں - یہ بیوہ ہوگئیں تو نجاشی بادشاہ نے ایک خواص جس کا نام ابرہہ تھا اُن کے پاس بھیجی کہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیغام دیتا ہوں - اُنھوں نے منظور کیا - اور انعام میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور کچھ انگوٹھی چھلے دیئے - ان کے پہلے شوہر کا نام عبید اللہ بن جحش تھا -

فائدہ - کیسی دیندار تھیں کہ دین کی حفاظت کے لئے گھر سے بے گھر ہوئیں - آخر اللہ تعالےٰ نے اُن کو محنت کے بدلے کیسی راحت اور عزت دی کہ حضرتؐ سے نکاح ہُوا اور بادشاہ نے اس کا بندوبست کیا - بیبیو دین کا جب موقع آجائے، کبھی دُنیا کے آرام کا یا نام کا یا مال کا یا گھر باہر کا لالچ مت کرنا سب چیزیں دین پر قربان ہیں -

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ بھی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہیں - یہ ایک لڑائی میں جو بنی مصطلق کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے کافروں کے شہر سے قید ہوکر آئی تھیں - اور ایک صحابی ثابتؓ ابن قیس یا اُن کے کوئی چچازاد بھائی تھے یہ اُن کے حصّہ میں لگی تھیں - اُنھوں نے اپنے آقا سے کہا کہ مَیں تم کو اتنا روپیہ دوں اور تم مجھ کو غلامی سے آزاد کر دو - اُنھوں نے منظور کیا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں -

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

لے یعنی پہلے جو شخص متبنےٰ کرتا تھا اس متبنیٰ کو اُس شخص کی طرف نسبت کرنا یعنی اس کا بیٹا کہنا جائز تھا -

ے یہ فخر بطور تکبر نہ تھا بلکہ خدا تعالےٰ کی نعمت کا اظہار تھا - اور یہ عبادت ہے -

الخشوع والخضوع فی الصلوٰۃ

از مولینا جار اللہ صاحب خیر پور ٹامیوالی (بہاولپور)

۵

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۶ء

اسلام ہر عمل کی رُوح لیتا ہے

اسلام عالم ہستی و وجود کا ایک ایسا بہترین اور مسلّمہ مذہب ہے۔ جس نے ہر عمل پر غور کرکے اس کی روح وحقیقت کو لے لیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ اس کی بُرائیوں کو واضح کرکے اُن سے بچنے کی تدابیر کی ہیں۔ اسلام نے اپنے اصول کے مطابق انسان کی اس فطری خصوصیت پر بھی نظر ڈالی۔ تو اس نے اس میں بھی انسانی فطرت کی ایک بہت بڑی کمزوری (یعنی احساس کمتری) پائی۔

اسلام نے دیکھا کہ انسان احساس کمتری کے سبب حکام و متقدر اور تعلیم یافتہ طبقہ جسے وہ اپنے مقابلہ اعلیٰ و برتر خیال کرتا ہے۔ دیگر اس کی بُری باتوں پر عمل پیرا ہونے میں بھی اپنے لئے فخر محسوس کرتا ہے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے اس شعر میں اسی ہی چیز کو واضح فرمایا۔ کہ جس طرح ماحول! حکومت، سیاست، اقتدار اور غلط تعلیم کی پیداوار ہے۔ اسی طرح ضلالت گمراہی بھی اسی سے پھیلتی ہے۔

وما اھلک الدین الا الملوک
واحبار سوء ورھبانھا

انسان کی اس فطری کمزوری کا علاج

اسلام صرف کسی قول وعمل کا سقم، برائی، اور قباحت ہی نہیں بتاتا۔ بلکہ اس کے ساتھ اس برائی سے نجات حاصل کرنے کی تدابیر بھی بیان کرتا ہے۔ اسی لئے اس نے فطرت انسانی کی اس کمزوری سے اسے نجات دینے کے لئے سو فیصدی کامیاب نسخے منتخب کئے ہیں۔

اول:- وہ عظمت وعلو، کبریائی، جلالت شان اور ان کا تصور فقط خدائے بزرگ و برتر کے لئے مخصوص کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ کسی انسان کو یہ حق نہیں۔ کہ وہ اپنی طرف سے کسی ملک یا قوم کی سیاست، اقتدار یا مذہبی ترقی اور بہبودی کے لئے خود ساختہ لائحہ عمل تیار کرے۔ اور کسی کو اس پر کاربند ہونے کی دعوت دے۔ شارع فقط ذات تبارک و تعالیٰ کی ذات سبحانہ ہے۔ اسی کو دنیا اور دنیا والوں کی آخروی و دنیوی فلاح وسعادت کے لئے قوانین۔ شرائع اور مذاہب کی حد بندیاں مقرر کرنے کا حق ہے وہ مسلم کا مقام اس سے بہت بلند، اعلیٰ اور ارفع بتاتا ہے۔ کہ وہ احساس کمتری کے سبب غیر خدا کے سامنے جھکے۔ اس کے ایسے اقوال و افعال کے امتثال کے لئے اپنی کو تیار کرے۔ جو شریعت مصطفوی کیخلاف ہیں۔ چونکہ وعظمت و کبریائی اور ربوبیت و خالقیت ایک خدا ہی کے لئے مخصوص کرتا ہے۔ اس لئے وہ کہتا ہے۔ کہ عالم کون ومکاں میں اسی کا قانون رائج ہو۔ اور ہر انسان ساری دنیا سے الگ ہوکر اسی ہی کے احکام کی پیروی کرے

ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ذٰلک الدین القیم الایۃ (سورہ یوسف۔ رکوع ۵)

حکم، حکومت اور حکمرانی خدا کے سوا کسی کی نہیں۔ اسی نے فرمایا۔ کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی دین قیم اور سیدھی راہ ہے۔

خدا تعالےٰ نے اولوالامر، حکام اور حکومت کی اطاعت فرض کی ہے۔ لیکن اس وقت تک جب حکومت اور اولوالامر خود بھی مذہب حق اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات کے پورے پورے پابند ہوں۔ لوگوں کو بھی اسی پر عمل کرنے کی دعوت دیں اور ان کا مکمل سیاسی نظام دین اسلام کی روشنی میں اس کے اصولوں کی پوری پوری رعایت کرتے ہوئے بنایا گیا ہو۔

اسلام کہتا ہے۔ کہ اگر کوئی حکومت، اقتدار اور سیاست تبلیغ دین، عمل بالشرع اور قیام شریعت کا کام سرانجام نہیں دینا چاہتی یا کسی وجہ سے وہ اسے اپنے لئے عار محسوس کرتی ہے۔ تو ایسی حکومت و سیاست کا وجود محض عمدہ و سفید، براق کپڑے پر بدنما اور بدترین داغ کی طرح ہے۔ جسے جلد دھو ڈالنا لازمی ہے۔ ایسی حکومت اور اس کے حکمرانوں کی کسی صورت میں اطاعت جائز نہیں۔

واتبع سبیل من اناب الی۔
(سورہ لقمان رکوع ۲)

اور اس کی راہ چل جو میری طرف راجع ہوا (جھک گیا)

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فما احب وکرہ مالم یؤمر بمعصیۃ فان امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ علیہ (مسلم ص۱۲۵ ج ۲ واللفظ الترمذی ص۲۵ ج ۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (خلیفۃ المسلمین) کے احکام کو غور سے سننا اور ان پر کاربند ہونا ہر مرد مسلمان پر اس کے پسندیدہ و ناپسندیدہ امور میں واجب ہے۔ جب تک اسے (امیرالمومنین کی جانب سے) کسی خلاف شرع کام کا حکم نہ ہو اور اگر اسے ایسا خلاف شریعۃ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات کوئی حکم ہو تو نہ سمع اور نہ طاعۃ (کچھ بھی واجب نہیں) رہتا ہے

اسی طرح والدین اور بزرگوں کی اطاعت لازمی ہے۔ لیکن جب تک وہ کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور نہ کریں۔ جس میں خدائے عزاسمہ کی نافرمانی ہو۔

وان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا واتبع سبیل من اناب الی (سورہ لقمان رکوع ۲)

اور اگر وہ دونوں تجھ سے اس بات

پر اڑیں کہ تو میرا ایسی چیز کو شریک
مان جو تجھے معلوم نہیں تو تو ان کا
کہا مت مان اور دنیا میں نیکی و
بھلائی سے ان کا ساتھ دے اور
راہ چل اس کی جو میری طرف
رجوع ہوا۔

دوم:- دوسری اس کمزوری (یعنی محض احساس کمتری میں مستغرق ہوکر کسی کی نقل اتارنا) سے نجات پانے کے لئے (اسلام کہتا ہے) انسان کو غایتہ درجہ محتاط اور لبیب بننا چاہئے، یہ عقل اور دانشمندی نہیں کہ جو بھی ہوتا ہوا دیکھا اسے کر گزرا اور جو کچھ غلط یا صحیح سنا اس کی اتباع اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ بلکہ دانشمند فقط وہی ہے۔ جو تدبر، فہم، فراست، بصیرت اور سمجھ کے ساتھ ہر بات کی روح و حقیقت کو لے کر باقی چھوڑ دیے

فبشر عباد الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه اولئك الذين هدٰهم الله (سورہ زمر رکوع ۲)

سو آپ خوشخبری سنا دیجئے میرے ان بندوں کو جو سنتے ہیں بات پھر چلتے ہیں - اس پر جو اس میں بہترین ہے (یعنی قرآن) وہی ہیں جن کو خداتعالےٰ نے راستہ دکھا دیا۔

تعلیم اور سیاست

مذہب اسلام سیاسیات اور عبادات کی روح خالص قرآن و حدیث متعلقہا کی تعلیم کو قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جس طرح دینی تعلیم کے بغیر کسی انسان کی عبادت ریاکاری، سمعہ، شہرت، دکھلاوا اور باقی آلائشوں سے مصون و محفوظ نہیں رہ سکتی اسی طرح دینی تعلیم کے بغیر سیاست بےحیائیوں فحاشیوں، بدتہذیبیوں سے پاک نہیں رہ سکتی دینی تعلیم سے جاہل سیاست کے میدان بزدل، غدار، دشمن، قومی محبت و الفت کے لئے سم قاتل، پٹھو، غلام اور بھیکاری و بے خمیر ثابت ہوتا ہے۔ اسلامی آزادی خودداری کا بقا فقط اسلامی تعلیم سے ورنہ کچھ نہیں۔ دور حاضر میں مذہبی زبان کو سیاسی زبان قرار نہ دینے کے بدترین نتائج کا ذکر سورج کے سامنے چراغ لانے کی مثل ہے۔ کیا آج کل علماء وصلحاء فقط اسی وجہ سے مصائب میں مبتلا نہیں کہ ہماری اکثریت مذہب اور اسکی تعلیمات سے نا آشنا ہے، بیگانہ، اور بیزار ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے۔ کہ مذہب حق میں دجل فریب اور شبہات ڈال کر تبدیل کرنے کو نہ صرف فروغ دیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کے مقابلہ میں مذہب کی حقیقت اور روحانیت کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

شاید آج سے تیرہ سو برس قبل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مندرجہ ذیل گواہر پارے ترک تعلیم کے برے نتائج سے پیشگوئی کے طور پر آگاہ کرنے کے لئے تھے۔ لیکن افسوس ہم خرافات میں منہمک اور مشغول ہوکر اپنے اسلاف کی زندہ جاوید اور سبق آموز روایات کو بھلا بیٹھے۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ آج ہم ہر خیر و برکت سے خالی و تہیدست در بدر ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ درد اس کا ہے۔ کہ ہمیں اس حالت زار کا احساس تک نہیں

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

عن عبد الله (من قوله) ذهبت علماءكم وكثرت جهلاءكم كثرت قراءكم وقلت فقهاءكم كثرت امراءكم وقلت امناءكم والتمست الدنيا بعمل الاخرة و تفقه لغير الدين (دارمی ص۳۶)

(روایت عبد اللہ رضی اللہ عنہ) (اس قول سے) تمہارے علماء ختم ہوجائیں گے تم میں مذہبی جہالت بڑھ جائے گی۔ تم میں خواندگی بڑھ جائیگی اور دین کی سمجھ بالکل ختم ہو جائے گی تمہارے امراء زیادہ ہوں گے۔ اور با امانت لوگ ختم ہو جائیں گے۔ اور تم (میں ایسی تعلیم رائج ہو جائے گی۔ جس سے) دین کی سمجھ پیدا کرنا مقصود نہ ہوگا

عن الاوزاعی قال انبئت انه كان يقال ويل للمتفقهين لغير العبادة والمستحلين للحرمات بالشبهات (دارمی ص۳۹)

اوزاعی رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ مجھے خبر دی گئی کہ (صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں یہ عام کہا جاتا تھا۔ عبادت اللہ (یعنی مذہب اسلام) کے علاوہ کسی چیز میں تفقہ اور سمجھ پیدا کرنا خرابی کا موجب ہے۔ یا جہنم کا درجہ ویل ان کے لئے ہے۔ اور حرام اشیاء کو شبہات ڈال کر حلال کرنے والوں کے لئے بھی

آج کل مغرب زدہ طبقہ جس طرح دین اسلام کی صورت کو مسخ کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔ کیا یہ مذکورہ حدیث کا مصداق نہیں؟ کیا یہ ہماری مذہبی جہالت کا پس منظر نہیں؟ کیا یہ مذہبی زبان کو سیاسی زبان قرار نہ دینے کے بدترین نتائج نہیں؟ کیا غیر مذہبی زبان کو سیاسی حیثیت دینے سے مذہب اسلام اور ہمارے درمیان جہالت کی ایک وسیع خلیج حائل نہیں ہوگئی؟ کیا غیر مذہبی تعلیم نے ہمارے آپس کے اتحاد اتفاق کو منقطع کرکے ہمارے درمیان تنافر کی ایک سد سکندری نہیں کھینچ دی؟ کیا ماحول کی مسموم فضائیں اسی کا انجام بد نہیں۔ لیکن ان ساری باتوں کا سمجھنا آپ کے بس کا نہیں ولکن لا تفقهون۔

فرق است میان شنیدن من و تو
تو بستن در و من فتح باب مے شنوم

تعلیمات قرآنیہ سے بیزاری و ناآشنائی کے سبب ہمارے سینے فقط دولت قرآن ہی سے خالی نہیں بلکہ نور و ایمان، رشد و ہدایت، فلاح و سعادت سے بھی خالی ہوچکے ہیں۔ ہمارے دل کی دنیا خراب و ویران ہے، نہ خدا سے ڈر، نہ عذاب قبر کا خوف، نہ انابت ورجوع الی اللہ، نہ خشیۃ اللہ، نہ خشوع وخضوع للہ کچھ بھی نہیں! دل کے جونسے گوشے پر نظر ڈالو اجاڑ اور بربادی ہی بربادی ہے اس سے زیادہ ویرانی کی دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ دل میں وہ نہیں جس کے لئے دل بنایا گیا تھا

عن عباسؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجل ليس في جوفه شيء من القرآن كالبيت الخرب۔

دارمی ص۴۲۲ ترمذی ص۱۱۵ ج۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت (فداہ روحی وقلبی) نے فرمایا ایسا مرد جس کے سینہ میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہیں، ایسے ہے جیسے ویران گھر (یعنی جہاں کوئی بسنے والا نہ ہو)

عن عبد الله (من قوله) ان القلب الذي ليس فيه من الكتاب شيء خرب كخراب البيت الذي لا ساكن له

(روایت عبد اللہ رضی اللہ عنہ) یقینا وہ دل جس میں کتاب اللہ کا کچھ حصہ بھی نہیں اس گھر کی طرح ویران ہے۔ جس میں کہ سکونت پذیر نہ ہو۔ ویران گھر جنات کے لئے اور ویران دل شیاطین کے لئے ہے)

(بقیہ شادی کمیشن کی تباہ کاریاں صفحہ ۱۵ سے آگے)

تحدید قانون بن جائے گی تو اس میں بہت سی خرابیاں پیدا ہونے کا امکان ہے۔ مثلاً

۱۔ قرآن و حدیث اور اسلامی قانون کے عموم کو یعنی ہر عمر کے انسان کی شادی کے جواز کو ۱۶ - ۱۸ سال میں قید کر کے نعوذ باللہ نصف سے زائد حکم کو توڑ دینا ہے۔ جو کسی طرح کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ قرآن شریف نے یتیم لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاح کے لئے فرمایا ہے۔ اور بالکل کھلی بات کہ یتیم اسی وقت تک ہیں جب تک وہ نابالغ ہیں۔ ورنہ پھر تو ایک دنیا کی دنیا یتیم ہی ہے۔ جن کے باپ زندہ نہ ہوں چاہے وہ عمر کی ستو منزلیں طے کر چکے ہوں۔ ابو داؤد میں حضرت علی سے نقل ہے کہ بلوغ کے بعد یتیمی نہیں ہے۔

" وانکحوا الایامی بے نکاحوں کا نکاح کرو"۔ عام ہے۔ ہر بالغ نابالغ مرد و عورت کو شامل ہے۔ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ۔ تم ان کو مت روکو کہ وہ شوہروں سے نکاح کرلیں۔ یہ قید لگانا اس عمر تک روکنا ہے۔ جو حرام ہے۔ قرآن شریف نے اس نکاح کے جواز کو خصوصیت سے بھی بیان کیا ہے۔ عدت کے بیان میں ہے وَاللَّائِیْ لَمْ يَحِضْنَ ان عورتوں کی عدت جن کو حیض ابھی نہیں آیا اور عدت طلاق کے بعد اور طلاق نکاح کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ نابالغ لڑکی کی عدت اس کے نکاح کو اس وقت سے بہت پہلے ہونے کو جائز بتا رہی ہے۔ اس کو روکنا قرآنی حکم کو روکنا ہے۔ جو بے انتہا خطرناک قدم ہے۔ پھر خدا و رسولؐ نے جو اولیائے نابالغاں کو حق ولایت دیا ہے یہ قانون اس انعام الٰہی کو چھین کر ان کو ان کو مفلوج بنا رہا ہے۔ ذرا دیکھئے تو سہی یہ خدا و رسولؐ کا کیسا مقابلہ ہے۔ کیا یہی ایمان کی بات ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا ہے۔ جو حضور کا عملی سبق بھی ہے۔ کس قدر بیباکی اور محرومی بلکہ بد دینی کی بات ہے۔ اگر حضورؐ کے اس فعل کو برا یا ناپسندیدہ قرار دیا جائے۔ اگر کوئی غیر مسلم ایسا کہتا تو خود کمیشن ہی سوچ لے کہ اس کا جوش ایمان کیا تقاضا کرتا۔ حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ حضرت زبیر کی بچی اسی روز نکاح کیا جس روز وہ پیدا ہوئی تھی اور تمام صحابہؓ کو اس کا علم تھا کسی نے خلاف نہیں کیا۔ (مرقاۃ ج ۳ ص ۴۱۷)

کئی حدیثوں میں یہ مضمون وارد ہے کہ اگر بالغ ہونے پر نکاح نہ کیا' اور ایک روایت یہ بھی کہ بارہ سال پر لڑکی کا نکاح نہ کیا اور بچہ بچی کسی گناہ میں مبتلا ہوگیا تو گناہ اس کے باپ پر بھی ہوگا۔ یہ حدیث مشکوۃ میں موجود ہے۔ مشکوٰۃ ہی میں یہ حدیث بھی بحوالہ ترمذی موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا ہے۔ اے علیؓ تین باتوں میں دیر نہ لگا نماز میں جب اس کا وقت آ جائے اور جنازہ پڑھنے میں جبکہ وہ آ جائے۔ اور بے نکاح کے نکاح میں جب کف مل جائے

ترمذی میں ابو ہریرہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت ہے۔ جب ایسا شخص رشتہ بھیجے جس کے دین اور عادت کو تم پسند کرتے ہو تو نکاح کر دو اگر نہ کروگے تو زمین میں فتنہ پیدا ہوگا۔ اور بڑا فساد (جمع الفوائد)

امام نووی کا قول ہے کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ باپ کو اپنی نابالغ کنواری بچی کا نکاح کر دینا جائز ہے (مرقات صفحہ مذکور) گویا ایسا قانون بنانے کی پیش کش سے یہ مقتدر کمیشن اولاد و اولیا کو گناہ گار بنانے کے سامان فراہم کرنا چاہتا ہے بلکہ قرآن حدیث اجماع و قیاس کے خلاف گمراہ کر رہا ہے۔ اور اس طرح ایمان پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔

۲۔ لڑکی نو سال اور لڑکا بارہ سال سے پہلے بالغ نہیں ہو سکتے۔ نو یا بارہ سے پندرہ سال تک جس وقت ایام ماہواری یا احتلام یا انزال ہوگا بالغ ہوں گے۔ اگر پندرہ سال تک کوئی بات نہ ہوئی تو قانونِ اسلام میں بالغ شمار ہوں گے۔ مگر حساب قمری سال کا ہے جو عیسوی حساب کے ہر سال سے تقریباً گیارہ روز کم کا ہوتا ہے اب اگر اول وقت بالغ ہوگئے تو ۹ تا ۱۶ سات سال لڑکی اور ۱۲ تا ۱۸ چھ سال تک لڑکا نکاح سے قطعاً محروم رہیں گے۔ نکاح بعض حالات میں فرض اور بعض میں واجب بھی ہوتا ہے۔ فرض واجب کے ادا نہ ہو سکنے کا گناہ کس پر ہوگا۔ اہل معاملہ تیار ہیں مگر حکومت کا قانون بندش قائم کر رہا ہے۔ لہٰذا قانون ساز اور سفارش کنندگان اپنی حیثیت اور ذمہ داری کو محسوس کریں۔ کہیں سب کا گناہ ان کے سر پر نہ آ رہے۔

(باقی پھر)

(بقیہ - اللہ تعالیٰ کی نیک بندیاں صفحہ ۱۴ سے آگے)

کہ کچھ روپیہ کا سہارا لگا دیں۔ آپؐ نے ان کی دینداری اور غریبی پر رحم کھایا۔ اور فرمایا کہ اگر تم کہو تو روپیہ سب میں ادا کر دوں۔ اور تم سے نکاح کر لوں۔ انہوں نے جی جان سے قبول کر لیا۔ غرض نکاح ہو گیا۔ جب لوگوں کو نکاح کا حال معلوم ہوا تو ان کے کنبے قبیلے کے اور بھی بہت قیدی دوسرے مسلمانوں کے قبضے میں تھے۔ سب نے ان قیدیوں کو غلامی سے آزاد کر دیا۔ کہ اب ان کا ہمارے حضرت سے سسرالی رشتہ ہوگیا اب ان کو غلام بنانا بے ادبی ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ کا قول ہے کہ ہم کو ایسی کوئی عورت معلوم نہیں ہوتی کہ جس سے اس کی برادری کو اتنا بڑا فائدہ پہنچا ہو۔ ان کے پہلے شوہر کا نام مسافع بن صفوان تھا۔

فائدہ - دیکھو دینداری عجب نعمت ہے۔ کہ اس کی بدولت باوجود لونڈی ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی بنیں۔ بیبیو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی عزت دار نہیں۔ جب آپؐ نے لونڈی کو بی بی بنانا عیب نہیں سمجھا تو اگر کوئی گھٹیا جگہ کسی مصلحت سے نکاح کر لے یا پردیس سے کسی کو لے آئے تو تم بھی اس کو حقیر مت سمجھو۔ یہ بہت برا مرض ہے۔ اور گناہ بھی ہے۔ دیکھو صحابہؓ کا ادب کہ ان بی بی کی عزت کتنی بڑی کی۔ ان کی برادری کی ذلت بھی گوارا نہیں کی۔ آج کل کیسی جہالت ہے کہ خود ایسی بی بی کی بھی عزت نہیں کرتیں چاہے کیسی ہی دیندار ہو بھلا اس کی برادری کی تو کیا خاک عزت کرنے کی امید ہے۔

واقعہ "خروج" اور فرعون کی غرقابی

(از عبد الرشید صاحب عباسی واہ چھاؤنی)

ولادت مسیح سے کوئی ڈیڑھ ہزار سال قبل کا زمانہ ہوگا۔ (یا سر چارلس مارسٹن کے جدید تخمینہ کے مطابق ۱۴۴۷ ق م) کہ بنی اسرائیل نے اپنے وطن اختیاری (ملک مصر) سے اپنے ملک شام کی طرف ہجرت کی حضرت یوسفؑ کے وقت سے مصر میں چین کے ساتھ چار ساڑھے چار سو برس سے رہتے چلے آرہے تھے۔ مگر اب فرعونی راج کی سخت گیریوں سے تنگ آچکے تھے۔ فرعون کسی فرد واحد کا نام نہیں۔ بلکہ یہ اس عصر کے مصری ملوک و سلاطین کا لقب ہے۔ جیسے کسی زمانہ میں شاہ مصر "خدیو" یا جرمنی کے تاجدار "قیصر" اور روس کے بادشاہ "زار" کہلاتے تھے۔ فرعون کے لفظی معنی مصری زبان میں راع یعنی دیوتا اوتار کے اور راع۔ یا انگریزی تلفظ میں RA۔ مصر کا سب سے بڑا دیوتا تھا ہندوستان میں سورج دیوتا اور ایران اور روما میں "mithra" دیوتا کے مترادف تھا۔

بہرحال اسرائیلی اب مصر سے چلے۔ حضرت موسیٰؑ ان کے رہبر و رہنما ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد بوڑھے، بچے، مرد، عورت، سب ملا کر ۶ لاکھ تھی۔ سڑکیں کچھ اس زمانے میں آج کل کی سی صاف شفاف آئینہ کی طرح چمکتی ہوئی تو تھیں نہیں۔ پھر رات کا وقت اور تعاقب کی دہشت سے مستزاد چلے تو راستہ بھول گئے اگر شمال کی طرف بڑھتے چلے جاتے اور اس کے بعد اپنے داہنے ہاتھ کو یعنی مشرق کی طرف مڑتے، تو خشکی کے راستہ فلسطین پہنچ جاتے

. . . . یہ پہلے ہی سے مشرق کی طرف مڑ گئے۔ اب سامنے سمندر تھا۔ سمندر سے مراد دریائے نیل نہیں، جو اسرائیلی آبادی کے علاقے (جاشان gaschen) سے مغرب کی جانب تھا۔ بلکہ مراد بحر قلزم ہے۔ یا اور زیادہ صحیح پتہ جاننا چاہئے تو بحر قلزم کے شمالی سرے کا وہ مغربی دوشاخہ جس کے بعد اب نہر سویز شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس وقت خشکی تھی۔ یہاں پہونچے ہی تھے۔ کہ پیچھے سے امپیریل فوج کے دستوں نے آلیا۔ مصریوں کا لشکر جرار موجود، اور خود ہز امپیریل مجیسٹی فرعون مصر اس کے کمانڈر۔ گھوڑوں سے فوجی رتھ اور گھوڑے اس وقت کے خاص جنگی سامان تھے۔ یہ سب حاضر۔ اسرائیلی اسی حیص و بیص میں تھے۔ اب کیا کریں۔ اور کہاں اپنے آپ کو چھپائیں۔ اشارہ غیبی پایا۔ یعنی۔ ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار اتارا۔ تو فرعون اور اس کے لشکر ہی نے سرکشی اور شرارت کی غرض سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب فرعون ڈوبنے لگا۔ اس نے چلانا شروع کیا۔ میں ایمان لاتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس معبود کے سوا جس پر کہ بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اور کوئی معبود نہیں" الخ۔ (یونس)

ان کے رہبر اور خدا کے پیغمبر حضرت موسیٰؑ نے بے تکلف قدم سمندر میں ڈال دیا۔ اور آپ کی ساری قوم آپ کے پیچھے ہولی۔ سمندر نے رستہ دیدیا۔ پانی پھٹ کر بیچ میں خشکی ہوگئی۔ اب بھی زلزلہ کے اثر سے دریا کا پانی کئی کئی منٹ بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ بہر حال بحری زلزلہ ہو یا کوئی اور سبب اس سے بھی خفی تر مسبب الاسباب کی تائید غیبی سے قوم اسرائیل سمندر پار کر گئی۔ لیکن جب اس کی تقلید فرعون نے کرنی چاہی۔ تو وہی پانی کی دیواریں پھر آپس میں مل گئیں۔ اور جس طرح پچھلی جنگ میں مشہور جہاز ٹائٹنگ (TITANIG) باوجود ہر تدبیر و احتیاط کے غرقابی سے نہ بچ سکا تھا۔ فرعون اور فرعونیت کا سفینہ بھی ڈوب کر رہا!

خدا کی قہاریت اب فیصلہ کر چکی تھی واقعی جب وہ گرفت کرتا ہے۔ تو تمام اسباب اور ساری دانائی دھری رہ جاتی ہے۔ اس کے قہر کی ایک ہلکی سی ضرب اسباب اور عالم اسباب کو کس طرح متزلزل کر دیتی ہے فرعون تو نہ رہا۔ مگر فرعونیت و سرکشی آج بھی تباہی کے اسباب لئے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ جو کسی وقت بھی آگ پتھر یا کچھ اور نشئے بن کر آموجود ہوگی۔ یوں تنبیہاً جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ بھی فرعونی نظارہ سے کم نہیں۔ باطل نبی اور خدا کا "مظہر" وجود میں آگئے۔ تو کسی دن کوئی خدانخواستہ تباہی بن جائے گا۔ (نعوذ باللہ) قرآن کریم نے جو پچھلے واقعات کی تکرار کی ہے۔ وہ محض داستاں نہیں۔ بلکہ وہ اپنے اندر ہولناکی و تباہی کے نہ جانے کتنے واقعات رکھتے ہیں جو دہشت ناک بھی ہیں۔ اور عبرت ناک بھی۔

(ماخوذ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یہ باتیں ایسی ہیں۔ جس میں ہوں گی۔ وہ ایمان کا لطف حاصل کرے گا۔

۱۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت سب سے زیادہ ہو

۲۔ جس بھائی سے محبت ہو۔ اللہ کے لئے ہو۔ کوئی غرض درمیان میں نہ ہو۔

۳۔ کفر میں پڑنے کو ایسا بُرا جانتا ہو جیسا کہ آگ میں گر جانے کو۔

۴۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ کسی کو بے گناہ قتل کرنا سب سے بڑے گناہ ہیں۔

۵۔ دولت مندی زر و مال کی کثرت سے حاصل نہیں۔ غنی وہ ہے۔ جس کا دل غنی ہو۔

۶۔ بہادر وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے بہادر وہ ہے۔ جو غصہ میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

۷۔ رشتہ قطع کرنے والا جنت میں نہ جائے گا۔

۸۔ چغل خور جنت میں نہ جائے گا

۹۔ مجھے وہ شخص سب سے زیادہ پسند ہے جو خلیق ہو۔

۱۰۔ احسان جتانے سے احسان کی قدر جاتی رہتی ہے۔

۱۱۔ رحم کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے۔

۱۲۔ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔

۱۳۔ سب سے پاکیزہ کھانا وہ ہے۔ جو تم خود کما کر کھاؤ۔

۱۴۔ وہ جسم جس کی پرورش حرام مال سے ہوگی وہ جنت میں نہ جائے گا۔

۱۵۔ پاک رہنا آدھا ایمان ہے۔

منجانب فرحت نسیم۔

شعر

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

بچوں کا صفحہ

کیپٹن غازی خدا بخش صدر ولی اللہ سوسائٹی لاہور

سماحت

پیارے بچو! عرصہ ہوا ہفت روزہ **خدام الدین** میں ہم نے پہلے طہارت پھر اخبات کی خصلتوں کے متعلق لکھا تھا۔ آج تیسری خصلت سماحت کے متعلق لکھتے ہیں۔

سماحت سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیاوی چیزوں کو استعمال کرے۔ لیکن ان کی محبت میں نہ گھر جائے۔ اس پر چوپاؤں کی خصلت غالب نہ آئے بلکہ مکھن سے بال کی طرح پاک و صاف نکل جائے۔ کسی قسم کا اثر قبول نہ کرے ایسا معلوم ہو کہ پھنسا ہی نہ تھا۔ یہ سب کچھ تب ہوگا۔ جب اس کے نفس میں سماحت ہو اگر سماحت نہ ہوگی تو عیش و عشرت کا وقت گزرنے پر اس کے اثرات اس کے دل میں باقی رہیں گے بالکل اسی طرح جس طرح لاکھ پر مہر لگائی جائے تو اس مہر کے حرف اس لاکھ کے اندر کندہ ہو کر رہ جاتے ہیں اور مٹتے نہیں

ایک شخص سخی ہے۔ دریا دل ہے۔ اس کی کوئی قیمتی چیز اس سے چھن گئی یا چوری چلی گئی۔ وہ اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اس چیز کے چلے جانے سے اسے ذرہ بھر بھی افسوس نہیں۔ برخلاف اس کے ایک کنجوس، بخیل اپنی کسی معمولی چیز کے گم ہو جانے پر بہت افسوس کرے گا۔ اس کے ہوش حواس قائم نہیں رہیں گے اسے ہر وقت اس گم شدہ چیز کی یاد ستاتی ہے۔ اور وہ چیز اس کی آنکھوں کے سامنے رہتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں سماحت کی خصلت نہیں اس لئے پہلا سخی آدمی سماحت کی خصلت اپنے اندر پاتا ہے اس لئے وہ دولت کے آنے پر آپے سے باہر نہیں ہوتا اور دولت کے جانے پر غمناک و غمگین نہیں ہوتا۔

ایک شخص دل سے عہد کرتا ہے کہ میں اسلام کے اچھے طریقے قرآن و حدیث سے بیان کروں گا۔ اور انہیں شائع کروں گا۔ لیکن ایک حکمت ایک دانائی کسی دلیل اور کسی فلسفے کے ذریعے پیش کروں گا۔ چنانچہ وہ امام ولی اللہ دہلوی کے فلسفے کے ذریعے قرآن و حدیث کو پیش کرتا ہے۔ کھانے۔ لباس مکان اور تعلیم کی سادہ اور جائز ضروریات سے جو روپیہ بچ جاتا ہے وہ سارے کا سارا روپیہ خدا کی راہ میں اس نیک کام کے لئے صرف کر دیتا ہے۔ اس تاجر شخص کو حقیقی سخی کہیں گے۔ اس میں واقعی سماحت کی خصلت ہے سماحت کی ایک قسم سخاوت ہے۔ جو اس میں پائی جاتی ہے۔ وہ مال سے محبت رکھتے ہوئے نہ اسے جمع کرتا رہتا ہے اور نہ اسے فضول چیزوں پر اپنے عیش کے لئے خرچ کرتا رہتا ہے وہ تو جائز اور ضروری ضروریات پر خرچ کرنے کے بعد جو کچھ بچ جاتا ہے۔ اسے خدا کی راہ میں خرچ کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ اسلام کے نظام صالح لانے کی تحریک میں خداوند تعالےٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ اور اس کی جماعت بنا دیتا ہے۔

سماحت یہ ہے کہ انسان کھانے پینے اور حیوانی خواہشوں کا غلام نہ بنے ان کا اثر بھی قبول نہ کرے تو کہا جائیگا کہ اس میں سماحت کی قسم عفت پائی جاتی ہے۔ اگر وہ آرام و آسائش اور عمل کو چھوڑنے کی خواہش کو قبول نہیں کرتا محنت سے جی نہیں چراتا۔ تو اس میں سماحت کی قسم اجتہاد یا جد و جہد پائی جاتی ہے۔ وہ تکلیفوں اور مشکلوں کو خوشی سے برداشت کرتا ہے۔ ماتھے پر بل نہیں لاتا۔ گھبراہٹ اور پریشانی کی خواہش کو روکتا ہے تو سماحت کی قسم صبر اس میں پائی جاتی ہے۔ اسی طرح انتقام اور بدلہ لینے کی خواہش اس پر غالب نہیں آتی۔ وہ اس خواہش کو دبا دیتا ہے تو سماحت کی اس قسم کو عفو کہیں گے۔ جو اس میں پائی جاتی ہے۔ وہ حرص اور لالچ کی خواہش سے بچتا ہے۔ تو اس میں قناعت پائی جاتی ہے اسی طرح شریعت نے جو حدیں مقرر کی ہیں۔ ان کے آگے نہیں بڑھتا۔ جن باتوں سے پرہیز کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ ان سے پرہیز کرتا ہے اور فراخدلی کے ساتھ حکموں کی تعمیل کرتا ہے تو سماحت کی یہ قسم جسے تقوےٰ کہتے ہیں اس میں پائی جاتی ہے۔ ایسا شخص جب مرے تو اس دنیا کی زندگی میں اِدھر اُدھر کے جو بُرے اثرات اس کے نفس پر ہجوم کیے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ موت کے وقت اس سے یکسر چھُٹ جائیں۔ اور وہ اس دنیا سے اس طرح نکھر کر دوسری دنیا میں پہنچے۔ جیسے سونا کٹھالی سے کندن بن کر نکلے۔

عزیزو! تمہیں یاد ہوگا کہ ہم نے اس تیسری خصلت سماحت کا سبق جن سے سیکھا ہے وہی امام ولی اللہ دہلوی جن سے اس سے پہلے طہارت اور اخبات دو خصلتوں کا سبق سیکھا تھا۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت امام کی ان مفید باتوں کو کھول کر بتانے اور سمجھانے والے ایک انقلابی حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ گزرے ہیں۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ سماحت کی خصلت حضرت سندھی رح میں بہت پائی جاتی تھی۔ بعض لوگ ان کے ذکر کو قلمبند کرنے کے سلسلے میں ہزاروں روپے اینٹھتے تھے۔ حضرت مولانا اپنے ہم فکر ضرورت مندوں پر روپیہ اس طرح خرچ کرتے تھے ... کہ بعض اوقات وہ خود ضرورت مند ہو جاتے تھے۔ آج سے چونتیس سال کا واقعہ ہے کہ جب ہم روس سے واپس کابل پہنچے۔ تو حضرت مولانا کو معلوم ہوا کہ پشاور تک ہمارے پاس زاد راہ نہیں تو ...

خدام الدین لاہور
۲۰
۱۶- نومبر ۱۹۵۶ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان
منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ترجمن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/C مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
(۲) پشاور ترجمن بذریعہ چٹھی نمبری C-B-T/۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء
بارِ اشتراک
سالانہ ۱۱؍
ششماہی ۶؍
فی پرچہ ۴؍
پنجاب بسکٹ
پاکستان کے
لذیذ ترین بسکٹ
تیار کردہ پنجاب بسکٹ فیکٹری لاہور ٹیلیفون ۴۱۲۲
اسلامی بھائیوں کی دکان (رجسٹرڈ)
کشمیری بازار لاہور کے تیار کردہ
خوشبودار تیل و عطر
سب معزز گھرانے استعمال کرتے ہیں آپ بھی استعمال فرمائیں اپنے شہر کے
ہر بڑے جنرل مرچنٹ سے خرید کر آزمائش کریں
پتہ:۔ اسلامی بھائیوں کی دکان رجسٹرڈ کشمیری بازار لاہور
اچھے لوگوں کی اچھی پسند
او کے فین
اے سی ڈی سی ٹیبل اور سیلنگ فین
ہر بڑے دوکاندار سے طلب کریں۔
او، کے الیکٹرک کمپنی حویلی میاں خاں لاہور
آپ کی قدیم اور محبوب دکان
قائم شدہ ۱۹۰۲ء ٹیلیفون ۳۶۶۹
چائنہ مارٹ
دھنی رام اسٹریٹ انارکلی لاہور
اعلےٰ قسم ٹی۔ ڈنر کافی فروٹ سٹ شیشے
کے لیمن سٹ، پھولدان، فروٹ ڈش
کے علاوہ
انیمل کا سامان۔ گیس لیمپ سٹوو
اور نمائش کے لئے لکڑی کے دیدہ زیب ٹیبل لیمپ پھولدان وغیرہ وغیرہ
مناسب قیمتوں پر دستیاب ہو سکتے ہیں
Elite ink
پاکستان کا تیار کردہ
بہترین گوٹہ کناری ستارہ کی مشہور دکان
میمنے زری ہاؤس رجسٹرڈ
شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور
شیر پنجاب ہوٹل
بیرون بھاٹی گیٹ لاہور
بروز بدھ اور جمعہ مرغ بریانی
و
خالص گھی کے لذیذ کھانے عمدہ چائے خالص دودھ اور اعلےٰ لسی
زیر نگرانی کالا پہلوان
ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور
میں اشتہار دے کر اپنی
تجارت کو فروغ دیں۔
"مینجر"
سلطانی فینسی ایڈ ٹیبل ورکنگ
تار کا پتہ سیور ہمارے ہاں فون نمبر ۴۹۷۶
کولڈ سٹارٹ آئیل انجن۔ رندہ مشین، خراد مشین،
آئیل ایکسپیلر۔ پیپر کٹنگ مشین اور گنا پیلنے کی مشین،
اور ان کے متعلقہ پرزہ جات نہایت مناسب
قیمت پر دستیاب ہو سکتے ہیں:۔
صادق انجینئرنگ ورکس لاہور
ورکشاپ:۔ سرکلر روڈ فیروز سٹریٹ
دفتر:۔ برانڈرتھ روڈ لاہور
تالے، قینچیاں، چاقو، چھریاں، موچنے، استرے،
اور دیگر سامان کٹلری وغیرہ
سابقہ (انڈین) قائم شدہ ۱۹۲۸ء ٹیلیفون ۲۰۴۳
پاک لاک ہاؤس
زیر دروازہ مسجد وزیر خاں لاہور
نور انجینئرنگ ورکس
۹۲ ریلوے روڈ لاہور
مینوفیکچرز کوہ نور لیستھ
سائز:۔ ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۰ فٹ
پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا